ہندی شاعری

از

ڈاکٹر اعظم کریوی

الہ آباد

ہندوستانی ایکیڈیمی - یو، پی

۱۹۳۱

Published by
THE HINDUSTANI ACADEMY, U. P.,
Allahabad.
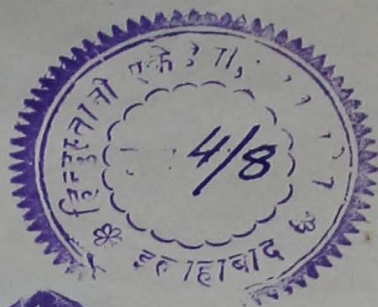
FIRST EDITION

Printed by
DULAREYLAL BHARGAVA AT THE GANGA FINE ART PRESS,
LUCKNOW.

فہرست مضامین

صفحہ

فهرست مضامین

باب دوم

دیباچہ

هندی بهاشا کی پیدایش
اور
شاعری کی ابتدا

قدیم هندوستان میں سنسکرت رائج تهی لیکن آهسته آهسته حالات نے ایسا پلٹا کهایا که یهه زبان بلند طبقه کے اصحاب کے لئے مخصوص هو گئی اور عوام کے لئے سنسکرت کی ایک بگڑی هوئی شکل "پراکرت" ایجاد هوئی جس سے اندازۃ سمبت ۷۰۰ بکرمی میں هندی بهاشا نے جنم لیا- متهرا اور مغربی علاقوں کی پراکرت کا نام "برج بهاشا" (متهرا کی زبان) اور مشرقی علاقوں (اودهه) کی زبان کا نام "پوربی بهاکا" پڑا-

افسانوی عهد پر کهنگی کا غبار چهایا هوا هے اس لئے صحیح طور پر یهه معلوم کرنا ذرا دشوار هے که هندی شاعری کی کب ابتدا هوئی- پنڈتوں کا خیال هے

کی "پشے" یا "پند" نام کا ایک شاعر سنہ ۷۱۴ع میں ہوا ہے - نیز سنہ ۱۰۸۲ع میں بھی "بارد پیرا" شاعر کا ہونا بیان کیا جاتا ہے لیکن آج اُن کا کوئی کلام ہمارے سامنے نہیں ہے - اصل میں "چندر بردائی" ہندی شاعری کے بابا آدم ہیں - بھاشا شاعری میں اولیت کا سہرا انہی کے سر پر باندھا گیا ہے - یہہ قوم کے بھاٹ تھے - سنہ ۱۱۲۶ع میں بمقام لاہور پیدا ہوئے لیکن ان کی شاعری نے مشرقی علاقوں میں نشو و نما پائی - بعد میں یہہ اجمیر پہنچے جو اس وقت ایک بڑی حکومت کی راج دھانی تھا، بعد ازاں پرتھی راج کے درباریوں میں شامل ہو گئے - رفتہ رفتہ تقدیر نے اُنہیں درجۂ اعتماد تک پہنچا دیا - "پرتھی راج راسو" تقریباً ڈھائی ہزار صفحے کی ایک کتاب "چندر بردائی" کی معرکۃ الارا تصنیف ہے جس میں جنگ، شکار، آئین، مملکت، بسنت، باغ، جنگل، پرتھی راج کی مدح، راج تلک وغیرہ کا ذکر ہے - اس کتاب میں کچھہ الفاظ عربی و فارسی کے بھی استعمال کئے گئے ہیں لیکن پراکرت کا رنگ غالب ہے - اس وقت کی ہندی شاعری کا نمونہ ملاحظ فرمائیے - چندر بردائی بڑے خصائل کے متعلق لکھتے ہیں :-

سرس کاویہ رچنا رچوں کھل جن سنن ہسنت
جیسے سیندھور دیکھ مگ سوان سو بھاؤ بھسنت
सरस काव्य रचना रचूँ खल जन सुनन संहत ;
जैसे सिंधुर देख मग स्वान-स्वभाव भुसंत ।

تو پتی سوجن نمنت گن رچئے تن من پھول
جو کا بھے جئے جان کے کیوں ڈارئے دو کول
तौ पति सुजन निमिंत गुन रचिए तन मन फूल ;
जू का भेजिये जान के क्यों डारिए दुकूल ।

سرس - عمدہ 'اچھا' وسیع' پر معنی

کاویہ - شاعری سیندھور - ہاتھی

سوان - کتا ۔ دوکول - ریشمی کپڑا - ریشمی دوپٹہ

مطلب - میں پرمعنی شاعری کر رہا ہوں اور پست خیال والے میرے کلام کو سن کر ہنستے ہیں جیسے ہاتھی کو راستہ میں دیکھکر کتے اپنی فطرت کے بموجب بھونکتے ہیں- ایسی صورت میں اچھے لوگوں کو چاہئیے کہ اوصاف حمیدہ سے اپنے جسم کی آرائش کرتے رہیں (کسی کي نا خوشی کا خیال نہ کریں) کیا کوئی شخص جوئوں کے ڈر سے اپنے ریشمی دوپٹہ کو پھینک دیتا ہے"

غور فرمائیے کہ تشبیہات اور تمثیلات نے نفس مضمون میں کسقدر خوبی پیدا کردی ہے - یہ ہندی شاعری کی ابتدا تھی جس میں "چندر بردائی" نے فن شاعری کی انتہا کردی - یہی سبب ہے کہ آج ساڑھے سات سو برس گذر جانے پر بھی "چندر بردائی" بھاشا شاعری کا مسلم الثبوت استاد مانا جاتا ہے

بھاشا کے مشاہیر شعرا

جس طرح اردو میں شاعروں کی بھرمار ہے وہی حال ہندی شاعری کا بھی ہے لیکن مستند اور مشہور صرف چند ہیں جن میں سے "چندر بردائی" کے علاوہ خسرو - ملا داؤد - کبیر - سعد - ملک محمد جائسی - میرا بائی - تلسی داس - کیشو داس رحیم - رس خان - نرہر - گنگ - مبارک - عالم شیخ - سیناپت - بہاری - بھوشن - متی رام - لال - دیودت - بھارتند - ہریشچندر - سید غلام نبی بلگرامی - عبدالرحمن - پریمی - سید عبدالجلیل بلگرامی - مرینا یک بلگرامی - کریم - سید رحمت اللہ بلگرامی - سردار - گنیش پرشاد - للو لال خاص طور سے مشہور ہیں - ہندی شاعری کی یہ وہ باکمال ہستیاں ہیں جو آسمان ادب پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکیں

مسلمان ھندی شعرا

مندرجۂ بالا مختصر فہرست سے معلوم ھو سکتا ھے کہ صرف ھندوؤں نے ھی بھاشا کو اپنی زبان نہیں سمجھا بلکہ مسلمانوں نے بھی اس زبان کو سیکھا اور اس میں وہ قابلیت پیدا کی کہ انمیں سے بعض تو ھندی شاعری کیلئے سرمایۂ ناز بن گئے ۔ مصنف "پشپا نجلی" لکھتا ھے کہ "مسلمانون نے آریہ ورت سے رشتہ ھوتے ھی ھندی شاعری کی طرف دھیان دینا شروع کردیا تھا چنانچہ جب سلطان محمود غزنوي نے راجہ کالنجر پر حملہ کیا تو کالنجر راج کے سوامی راجانند نے ایک چھند محمود کی شان میں بناکر اس کے پاس روانہ کیا۔ جب سلطان نے اپنے یہان کے ھندی جاننے والے درباریون سے چھند کا مطلب سنا تو وہ اتنا خوش ھوا کہ اس نے نہ صرف کالنجر پر حملہ کرنے کا خیال ترک کردیا بلکہ راجہ کو ۱۴ قلعے اپنی طرف سے انعام میں دیئے"

مسلمان تذکرہ نویسون کے بیان کے مطابق بھی بھرام شاہ غزنوي کے دربار میں ایک مشہور ھندی شاعر مسعود سعد سلمان تھا جس نے بھاشا میں ایسی مہارت پیدا کرلی تھی کہ ایک ھندي دیوان اپنے یادگار چھوڑا ۔ مولانا شبلي رح نے

بھی لکھا ھے کہ ''تمام تذکرے متفق لفظ ھیں کہ ہندی زبان میں مسعود سعد سلمان نے ایک دیوان مرتب کیا'' لیکن ہندوستانی مسلمانوں میں سب سے پہلے طوطئی ہند حضرت ''امیر خسرو'' دھلوی نے ہندی شاعری میں رنگ جمایا - ان کے گیتوں - پہیلیوں اور دوھوں نے مسلمانوں کو ہندوؤں میں ھر دلعزیز بنادیا - ترکوں کا نام ان کے دل میں گھر کر بیٹھا - یہانتک کہ رفتہ رفتہ ھر مسلمان کا نام ''ترک'' پڑگیا اور پیار محبت کے موقعوں پر مسلمان کے بجائے ''ترک'' کا لفظ زبان پر آنے لگا جیسے

ترکوا نے چھوئی لئی گا گر یا
کیسی کروں میری ساسر یا
तुरकवा ने छुइ लइ गागरिया ;
कैसी करूँ मेरी सासुरिया ।

ھر گاؤں کی گیت گانے والیاں ھر قریہ کی زمینداریاں ''خسرو'' کے نام سے واقف ھوگئیں - حضرت امیر خسرو کے پیر و مرشد سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا رح بھی ان کو لاچینی ترک ھونے کی وجہ سے ازراہ محبت ''ترک الہ'' کہا کرتے تھے- حضرت امیر خسرو کے زمانہ کے قریب ھی سلطان فیروز شاہ کے عہد میں اور اسی کے نام پر مولانا داؤد نے ''نورک اور چندا'' کی پریم کتھا لکھی جو اتنی مقبول ھوئی کہ اس زمانہ کے ایک

مشہور واعظ حضرت مخدوم شیخ تقی الدین رح جامع مسجد دھلی
مین جب وعظ کیا کرتے تھے تو ""نورک اور چندا" کے اکثر اشعار
خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے - ملک محمد جائسی مصنف
"پدماوت" کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی
استادی کا لوھا تو ھندی ماہرین بھی مانتے ھیں انہون نے
"پدماوت" کے علاوہ ایک کتاب ""اکھراوت" یا ""اخراوت" بھی
لکھی تھی لیکن اب وہ کہیں نہیں ملتی - رحیم - رس خان
مبارک - رس لین - رحمت - رحمن وغیرہ کے بھی کلام ھندی
شاعری کے زیور ھیں لیکن دھلی کی شہنشاھی اور اودھ کی
پادشاھت کے اختتام تک حکمران طبقون میں ھندی شاعری کا
چرچا تھا- چنانچہ دھلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ اور اودھ کے
"جانعالم" اختر پیا کی" ٹھمریان اور ھولیان آج بھی کچھ لوگون کو
یاد ھیں ع یہ قصہ ھے جب کا کہ آتش جواں تھا- اب تو مسلمانون
مین انگلیون کی پورون پر بھی ایسے شاعر نہیں گنے جاسکتے جو
ھندی میں اسوقت فی البدیہ تو کیا غورو تامل کے بعد بھی کچھ
کہہ سکیں حالانکہ صدھا نہیں تو بیسیون ھندو ایسے مل جائینگے
جو اردو ھی میں نہیں بلکہ فارسی میں بھی اچھی نظم و نثر
لکھہ سکتے ھیں

هندی اور اردو

میں اس مضمون کو یہیں پر ختم کردیتا لیکن هندي اور اردو کے تعلقات پر بھی کچھ لکھنا ضروري سمجھتا هوں

جیسا که هر شخص کو معلوم هے - هندی اور اردو آپسمیں بہنیں هیں - دونوں زبانوں میں بهت کچھ مماثلت هے- بول چال میں بھی دونوں میں کوئی خاص فرق نہیں یا اگر هے بھی تو بهت خفیف - اور نظر انداز هونے کے قابل هے چنانچه اگر اردو میں فارسی اور عربی کے غیر مانوس الفاظ کی بھرمار نه کی جائے تو وہ شخص جسکی زبان بھاشا هے اس سے وهی لطف حاصل کرے گا جو هم خالص بھاشا میں پاتے هیں - اسی طرح بھاشا کی نظم یا نثر میں جن لفظوں سے هم کو بیگانگی هوتی هے وہ اصل میں ناگ بھاشا اور سنکرت کے الفاظ هیں - جو لوگ اردو کو صرف عربی و فارسی الفاظ کا مجموعه بنانے پر اصرار کر رهے هیں وہ غلطی پر هیں - اسی طرح جو مهاشے بھاشا میں سنسکرت کے کٹھن شبد ٹھونس رهے هیں وہ بھی غلط راہ پر چل رهے هیں - هندی اردو کے حامیوں کی یه رقیبانه جنگ و جدل نه صرف بیکار بلکه دونوں زبانوں کی ترقي میں سنگ راہ هے - خواجه حسن

نظامی دهلوی نے رسالہ زمانہ کانپور کے جوبلی نمبر میں کیا خوب لکھا ہے کہ :—

"اردو اور ہندی بلحاظ بول چال کے دونوں ایک ہیں - ان میں جدائی بہت ہی تھوڑی ہے البتہ رسم الخط کا فرق ایک خاص فرق ہے - مگر اس کے لئے ہندو مسلمانوں کا آپسمیں بگاڑ ہونا بہت نامناسب ہے - مسلمانوں کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہندی رسم الخط ہندوستان کا ہے جو ہمارا موجودہ وطن ہے اور ہمارے ہندو پڑوسیوں اور ملکی بھائیوں کا رسم الخط ہے- اس واسطے ہمیں بھی اس رسم الخط کی ترقی اور حفاظت میں حصہ لینا چاہیئے اور ہندو بھائیوں کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ اردو زبان سنسکرت اور برج بھاشا سے نکلی ہے لہذا اردو کی ترقی و حفاظت بھی ایک لحاظ سے ہندی برج بھاشا ہی کی ترقی و حفاظت ہے-رہا اردو کا رسم الخط سویہ بھی ہندوؤں کو اجنبی اور غیر نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ اردو کا رسم الخط اگرچہ عربی اور فارسی سے نکلا ہے تاہم ایشیائی رسم الخط ہونے کے اعتبار سے ہندوستان کے ہندوؤں کا حریف نہیں ہو سکتا - ہندی اور اردو کی رقابت کا قصہ بہت پرانا ہے اگرچہ یہ تنازعہ ہنوز ختم نہیں ہوا پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ اب وہ پہلا سا جوش و خروش نہیں رہا - ہندی اور اردو میں دراصل

وهی لوگ فرق سمجھتے هیں جو ان دونون زبانون کی باهمی مناسبت اور ان کی خوبیون سے ناواقف هو تے هین - اگر هم ایک دوسرے کی زبان اور ادب کا شوق سے مطالعه کریں تو پھر آپسمیں کوئی غیریت باقی نه ره جائے - اگر غیر ملکی زبانون کے ساته هی ملکی زبان خصوصاً بھاشا کے جذبات اور هندی ادب سے بھی اردو کو روشناس کرایا جائے تو اس سے هماری اردو کی شاعری اور ادبیات میں قابل قدر اضافه هوگا مختلف متحد الاصل زبانون کے اجتماع هی سے اردو میں هر دلعزیزی پیدا هوگی اور یهی بھی خواهان زبان اردو کی همیشه سے خواهش رهی هے جیسا که مندرجه ذیل اقتباسات سے ظاهر هوتا هے:—

"میرے اهل وطن ! عتباری جماعت دو فرقوں سے مرکب هے- ایک هندو ایک مسلمان - تم جانتے هو که هندو کون هیں ؟ هندو وه هیں که آج هم جس بات کی آرزو کرتے هیں وه ان کی زبان کا اصلی جوهر هے اگر بھاشا هے تو وه اصلی حالتون کے ادا کرنے میں سب پر فائق هے......اے خاک هندوستان اگر تجهه میں امرء القیس نهیں تو کالی داس - هی نکال - اے هندوستان کے صحرا و دشت! فردوسی و سعدی نهیں تو کوئی والمیک هی پیدا کردو"

(شمش العلما مولانا آذاد دهلوی)

"سادگی-اظہار اور اصلیت کو (اردو دان) بھاشا سے سیکھیں" (مولانا آزاد دہلوی)

"ہمارے ہندوستانیوں پرفرض ہے کہ دیسی الفاظ کے ہوتے ہوئے پردیسی زبانوں کے الفاظ اپنی زبان میں ٹھونس ٹھانس کرنہ بھریں" (مولوی سید احمد دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ)

"میدان سخن ایک ایسی فضا ہے جس میں دیرو حرم گبرو مسلمان - شیخ و برہمن سب برابر ہیں" (علامہ کیفی دہلوی)

اسی سلسلہ میں ہزاکسلنسی سر ولیم میرس کے-سی-آئی-ای سابق گورنر صوبجات متحدہ کی اس افتتاحی تقریر کو بھی جوممدوح نے ہندوستانی اکاڈیمی کے پہلے جلسہ میں ارشاد فرمائی تھی مدنظر رکھنا چاہیئے - جس کا اقتباس ذیل میں درج ہے ہزاکسلنسی نے فرمایا تھا کہ

"اگر ادب کو زندہ رکھنا ہے اور اس کو مفید بنانا ہے تو وہ کسی دوسری زبان کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ اسے خود ترقی کرنا چاہیئے - ہندی اور اردو دونوں کی اکثر کتابیں دوسروں کی خوشہ چینی کا نتیجہ ہیں"

اسی تقریر میں ہز اکسلنسی نے شاعری کے متعلق ایک جگہ پر فرمایا کہ "جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں دیہات کے گیتوں اور راگوں میں بہت سے ایسے موجود ہیں جنکی زبان عمدہ ہے اور جو دل پر بہ نسبت بعض مسلم استادوں کے کلام کے زیادہ اثر کرتے ہیں"

ممدوح کا یہ مشورہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ "ہر ہندی لکھنے والے کے پیش نظر یہ مقصد ہونا چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے پڑھنے کیلئے کتاب لکھ رہا ہے اور اسی طرح مسلمانوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کی لکھی ہوئی کتاب کو ہندو پڑھیں گے"

انہیں خیالات کو مد نظر رکھتے ہوئے ملک کے مشاہیر اہل قلم ہندی اور اردو کی نظم و نثر پر مضامین لکھتے چلے آئے ہیں - اس سلسلہ میں بہ نسبت اردو کے ہندی نے زیادہ کام کیا ہے اردو کی بہت سی کتابوں کا ہندی میں ترجمہ ہوچکا ہے - مشاہیر اردو شعرا کے دیوان بھی ہندی ٹائپ میں شائع کئے گئے ہیں - صرف اردو ہی نہیں بلکہ فارسی ادب سے بھی ہندی دنیا کو روشناس کرایا جارہا ہے - عرصہ ہوا شیخ سعدی کی گلستاں کا ہندی ترجمہ شائع ہوچکا ہے - اب عمر خیام کی رباعیوں کا منظوم ہندی ترجمہ منشی اقبال ورما سحر ہتگامی کی

طرف سے رسالہ "سرستی" الہ آباد میں شائع ہو رہا ہے
اگر اسی طرح اردو میں بھی ہندی تالیفات کا سلسلہ جاری
ہو جائے تو تبادلہ خیالات کے ذریعہ سے ادب کے علاوہ ہماری
معاشرت میں بھی ایک قیمتی افزائش ہو گی اور ہندو
مسلمان ایک دوسرے کے قریب تر ہو جائینگے

دور جدید میں غالباً سب سے پہلے محبی حضرت نیاز
فتحپوری اڈیٹر رسالہ "نگار" لکھنؤ نے اردو دنیا کو سنہ ۱۹۱۵ع
میں "جذبات بھاشا" سے روشناس کرایا اس مختصر مگر دلچسپ
کتاب (جذبات بھاشا) کے بعد ہندی شاعری پر پھر اور
کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی گو اردو رسائل میں کبھی کبھی
ایک آدھ مضمون نظر آجاتا تھا- ان مضامین میں سب سے
زیادہ دلچسپ و کار آمد مولوی منظورالحق کلیم اعظم گڈھی کا
وہ مضمون ہے جو "بھاشا کے نور تن" کے عنوان سے رسالہ "زمانہ"
کانپور میں مسلسل شائع ہوتا رہا ہے - "بھاشا کے نور تن"
مشہور ہندی ادیب "مشرو بندھو" کے "نورتن" سے ماخوذ ہے
اور اس لائق ہے کہ اسکو علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا جائے
لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ابھی تک ہم نے ہندی شاعری سے
اردو دینا کو بخوبی واقف نہیں کیا - ایران توران اور
انگلستان تک ہماری دوڑ دھوپ رہی ہے لیکن اپنے وطن کی

جیسی کہ چاہیئے ہمنے خبر نہیں لی - ہماری نظر سیفی وناصر کے عروض پر رہی ان کی تقلید کا شوق رہا لیکن ہندی "پنگل" (فن عروض) "النتراس" (فن قافیہ) اور "کابیہ" (فن شعر) سے شناسائی حاصل کرنے کی ہم نے کوئی کوشش نہیں کی - ہمیں فارسی - عربی کے ساتھہ ہی ساتھہ ہندی ذخیروں سے بھی کام لینا چاہیئے اب وقت آگیا ہے کہ اردو شعرا یہ کمی بھی پوری کرلیں

ہندی شاعری کی خصوصیات

بھاشا کی شاعری میں سب سے بڑی خصوصیت جو اسکو اردو اور فارسی سے ممتاز بناتی ہے یہ ہے کہ اقتضائے فطرت انسانی کے مطابق اس میں تخاطب مرد کا عورت سے اور عورت کا مرد سے ہوتا ہے دوسرے بقول مولانا نیاز فتحپوری "جس قدر ترنم اور موسیقی اس زبان میں ہے کسی دوسری زبان کو میسر نہیں" - اگرچہ زبان کا ماہر ہر قسم کے خیالات ادا کرنے پر قادر ہوا کرتا ہے تاہم بعض خیالات بعض زبانوں ہی سے کچھہ خصوصیت رکھتے ہیں چنانچہ بھاشا میں مایوسی - رنج اور درد کے جذبات اس خوبی سے ادا ہوتے ہیں کہ دل پر تیرو نشتر کا کام کرجاتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ

یہ ہے کہ بھاشا کی شا عری میں عموماً عورت ہی کی طرف سے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے اول تو عورت کا ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ معمولی سی معمولی بات کو پراثر بنادے گی (اس میں کسی ملک کی کوئی تخصیص نہیں) پھر ہندوستان کی عورت جو سراپادرد ویاس اور مجسم کرب و اضطراب ہے جسکی "پتی ورتا" کی شوہر پرستی کی داستانیں تمام دنیا میں مشہور ہیں خیال فرمائیے کہ جب اسکی طرف سے جذبات کا اظہار کیا جائیے گا تو کتنا پراثر اور درد سے بھرا ہوگا

اس کے شگفتہ استعارے اور تشبیہات عام اور مقامی ہوتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ ذکر تو ہندوستان کا ہے اور استعارے ایران-عرب اور ولایت سے لائے جائیں - بھاشا کا شاعر معمولی سے معمولی بات کو اس ڈھنگ سے بیان کرتا ہے کہ اس میں ایک خاص جدت پیدا ہو جاتی ہے بھاشا کے تھوڑے سے الفاظ بہت سے معانی کا اظہار کرتے ہیں مختصر یہ ہے کہ بھاشا کی شاعری حسن و عشق - فلسفہ - خود داری - مناظر قدرت کی مصوری بروگ موسیقی اور درد و غم کی ایک دلگداز تصویر ہے

خاتمه

فارسی اور عربی کے مذاق سے چونکه هم واقف هیں
اس واسطے اسی طرف کھنچے جاتے هیں اگر اسی طرح هندی
ادب سے بھی هم واقف هوں تو اس کی طرف بھی همیں ضرور
جھکنا پڑے گا جس سے اردو کے ذخیرہ میں یقیناً ایک بے بها
اضافه هوگا - لیکن یه بات هندی بھاشا کی اشاعت هی سے
حاصل هوسکتی هے چنانچه اسی مقصد کو پیش نظر رکھکر
میں نے یه کتاب مرتب کرنے کی جرات کی هے خدا کرے یه
اردو دنیا میں مفید ثابت هو - میں نے انتہائی کوشش کی هے
که ترجمه صحیح اور عام فهم هو پھر بھی اگر میں کسی دوهے -
چوپائی - چھند وغیرہ کا مطلب بیان کرنے سے قاصر رها هوں
تو ناظرین سے معافی کا امیدوار هوں - میری مادری زبان اردو هے
هندی میں 'ماهر فن' هونے کا مجھے کوئی دعوی نهیں

هندی کلام کے فراهم کرنے میں مجھے محبی ڈاکٹر جے-ایم-
چھیدی اور مشفقی بابو جانتی پرشاد ورما دهلوی بی-اے
منشی فاضل نے کافی مدد دی هے - میں ان دونوں اصحاب کا
شکریه ادا کرتا هوں

اس کتاب کی تکمیل میں میں نے 'نورتن' 'پشپا نجلی' اور مختلف اردو رسائل سے بھی مدد لی ہے جس کا اعتراف ضروری ہے
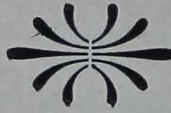
کورئی-الہ آباد
۲۵ اگست سنہ ۱۹۲۸ع

اعظم کریوی

باب اول

رامائن کی بھاکا

سری کرشن جی اور رگھو کل تلک مہا راجہ رام چندر جی ہندوؤں میں ایسے دو اوتار ہوئے ہیں جن کی اخلاقی اور مذہبی داستانیں آج تک نہایت عزت اور ادب سے پڑھی اور سنی جاتی ہیں ان کی داستانیں کیا ہیں حیات و ممات کی معلومات کے دلگداز و عبرت خیز افسانے ہیں-حقیقت تو یہ ہے کہ انہیں دونوں بزرگوں کے طفیل سے ہندی زبان عالم وجود میں آئی-کرشن "مراری" کی بدولت تو برج بھاشا نے روپ نکالا اور رام چندر جی کے طفیل پوربی بھاکا نے جنم لیا- جس طرح سے بھگت سورداس کی شاعری نے عوام کو سری کرشن کا متوالا بنایا اسی طرح فطرت نگار گوسائیں تلسی داس جی کی رامائن نے ہر ایک ہندو کو رام بھجن کی طرف مائل کیا

افسوس ھے کہ اب تک ہندی رامائن کے شہرۂ آفاق مصنف کے حالات زندگی تحقیقی طور سے دریافت نہیں ھوسکے - جو کچھہ معلوم ھوسکا ھے وہ یہ ھے کہ گوسائین تلسی داس جی اندازۂ سمبت سنہ ۱۵۵۳ بکرمی اور سمبت ۱۵۸۹ بکرمی کے درمیان راجہ پور (باندہ) میں پیدا ھوئے ان کے باپ کا نام "آتمارام دوبے" - ماں کا نام "ھلسی" اور بی بی کا نام "رتناولی" تھا - ان کے گرو "نرھری داس" وشنو بیراگی تھے - اکثر لوگوں کو ان کی شادی میں شک ھے لیکن خود تلسی داس جی نے اپنی "بنے پترکا" نامی کتاب میں اپنے شادی کا ذکر کیا ھے - "رتناولی" سے ایک لڑکا "تارک ناتھہ" بھی پیدا ھوا تھا لیکن لڑکپن ھی میں گذر گیا - دراصل ان کی شہرت کا ذریعہ ان کی شادی ھوئی کہا جاتا ھے کہ ایک مرتبہ "رتنا ولی" بغیر اطلاع کے اپنے میکے چلی گئی - تلسی داس جی محبت میں دیوانہ وار سسرال پہنچے تو ان کو دیکھکر "رتنا ولی" نے یہ دوھا پڑھا

لاج نہ لاگت آپ کو دوڑے آیو ساتھہ
"دھک دھک ایسے پریم کو" - کہا کہوں میں ناتھہ؟

लाज न लागत आपको दौड़े आयो साथ ।
धिक धिक ऐसे प्रेम को कहा कहूँ मैं नाथ ॥

(آپ کو شرم نہ آئی جو دوڑے ھوئے میرے ساتھہ چلے آئے۔
اے سرتاج ! کچھہ کہتے نہیں بنتا (پھر بھی بغیر اتنا کہے نہیں
رہ سکتی کہ) ایسے پریم پر لعنت ھے "رتنا ولی" نے طعن آمیز
لہجہ میں ایک اور دوھا سنا یا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو
جتنی محبت میرے ساتھہ ھے اگر اتنی ھی محبت "رام" کے
ساتھہ ھوتی تو کتنا اچھا ھوتا" رتنا ولی کے الفاظ نے تلسی داس
جی کا دل پر تیر و نشتر کا کام کیا - "رام" کی محبت دل میں
پیدا ھوئی اور اسی وقت گھر سے بے اختیار نکل کھڑے ھوئے
اور اجودھیا - بندھیاچل چتر کوت وغیرہ سے پھر پھراکر
بنارس پہنچے اور مستقل طور سے وھاں مقیم ھو گئے - پہلے
سنسکرت پڑھی اور پھر والمیکی رامائن کا بغور مطالعہ کیا -
قدرت نے ازل ھی سے تلسی داس جی کو مصور کی نظر-نقاش کا
ھاتھہ اور شاعر کا دماغ دیا تھا اس پر "رام" کی "بھگتی" نے
"سونے پر سہاگہ" کا کام کیا اور انھوں نے اپنے کلام سے ھندی
ادب کی دنیا میں انمول موتیوں کے ڈھیر لگا دیئے - یوں تو
انھوں نے کئی کتابیں لکھیں لیکن رامائن سے زیادہ اور کوئی
کتاب مقبول نہیں ھوئی - رامائن میں قدرتی مناظر - حسن و
عشق - معرفت - تصوف - ناصحانہ انداز بیان کی ایسی دلکش
تصویریں موجود ھیں جو اھل نظر کے لئے جنت نگاہ ھیں -
اس کی مقبولیت - کا ثبوت اس سے بڑھکر نہیں دیا جاسکتا کہ

بہت سے لوگ صرف رامائن سے لطف اندوز ہونے کے لئے
ہندی سیکھتے ہیں چنانچہ اسی شوق کا نتیجہ تھا کہ میں نے
بھی تھوڑی بہت ہندی پڑھ لی - رامائن عالم جاہل - امیر
غریب راجا پرجا سب کو روحانیت کا ایک سبق دیتی ہے -
اس کا طرز بیان نہایت سادہ پراثر مگر دلکشی کا پہلو لئے
ہوتا ہے - استعارات و تشبہات سے اس کا خزانہ مالا مال ہے
چنانچہ کتاب کے شروع ہی میں رامائن کا استعارہ "مانسرور"
سے اسقدر لطیف اور پاکیزہ ہے - جسکی مثال ملنا محال ہے -
ہندوؤں کی تو یہ مذہبی کتاب ہے وہ اسکی جسقدر بھی عزت
کریں کم ہے - لیکن دوسرے مذاہب کے لوگ اس سے بھی بہت
کچھہ لطف اُٹھا سکتے ہیں - چنانچہ اگر کوئی شخص ہندی
شاعری کا اصلی مرتبہ معلوم کرنا چاہتا ہے - تو اُس کے لئے
صرف تلسی کرت رامائن ہی پڑھنا کافی ہوگا - اس میں
سب کچھہ ہے یہی کتاب بھاشا شاعری کا زیور اور ہندی
زبان کا سرمایۂ افتخار ہے - اپنے خیالات کو نہایت اچھی طرح سے
واضح کرنے کیلئے میں تلسی کے نگار خانہ کے چند مناظر
پیش کرتا ہوں - میں نے معمولی سلیس ترجمہ کردیا ہے
نکات شاعری کو ناظرین کے ذوق پر چھوڑتا ہوں - تلسی داس جی
کے کلام میں سے انتخاب کرتے وقت سب سے بڑی دقت یہ پیش آئی
کہ جس چوپائی یا دوہے پر نگاہ ڈالی وہی دلفریب نظر آیا

اور جی چاہا کہ اسی کو انتخاب کرلوں مگر اس مختصر کتاب میں - جس میں "ہندی شاعری" کا صرف خاکہ ہے- اتنی گنجائش کہاں؟

یہ باب تین حصوں میں منقسم ہے -

(۱) پریم کی پھلواری
(۲) مناظر قدرت کی مصوری
(۳) فلسفۂ اخلاق و حسن معاشرت

پریم کی پھلواری

جب "سری رام چندرجی" اور "لچھمن جی" اپنے گرو "بشوا مترجی" کے ساتھہ "سیتاجی" کے سوئمبر میں شامل ہونے کیلئے جنک پور پہنچے تو سوئمبر سے ایک دن پہلے کی بات ہے کہ صبح کا سہانا وقت تھا دونوں بھائی اپنے گرو کی پوجا پاٹ کے لئے پھول لانے کو اپنے قیام گاہ سے نکلے راہ میں "مہاراجہ جنک جی" کا خوبصورت باغ نظر پڑا اسکو دیکھکر دونوں بھائی بہت خوش ہوئے - اور مالی سے اجازت لیکر پھول توڑنے کو اس کے اندر داخل ہوئے-تھیک اسی وقت شریمتی "سیتاجی" گرجا پاربتی کے مندر سے (یہ مندر باغ ہی کے اندر تھا) پوجا پاٹ سے فارغ

هوکر اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں واپس ہورہی تھیں- ایک تیز طرار شوخ طبع سہیلی اتفاقاً اس مقام پر پہنچ گئی جہاں پھلواری تھی اور "رام چندرجی" اور "لچھمن جی" پھول توڑ رہے تھے-دونوں بھائیوں کی پاکیزہ صورت اور حسن خداداد سے وہ سہیلی اسقدر متاثر ہوئی کہ دوڑی دوڑی سیتا جی کے پاس پہنچی اس کی مسرت آمیز مسکراھٹ اور بیکلی کو دیکھکر سب سہیلیوں نے اس سے دریافت کیا کہ "اری کچھہ بتائے گی بھی یا یوں ہی ھنستی جائے گی"

اب اس سہیلی کا جواب فطرت نگار تلسی کی زبان سے سنئے (بال کانڈ تلسی کرت رامائن) :—

دیکھن باگ کنور دوؤ آئے
بے کشور سب بھانت سہائے

देखन बाग कुँवर दोउ आए ;
वय किशोर सब भाँति सुहाए ।

مطلب - (سنو اے سکھیو) دو نوجوان خوبصورت راج کمار اس باغ کو دیکھنے تشریف لائے ھیں - جو بے عیب اور سب طرح پسندیدہ ھیں

شیام گور کم کہوں بکھانی
گرا انین - نین بن بانی

श्याम गौर किमि कहौं बखानी;
गिरा अनयन नयन बिनु बानी।

شیام - سانولا گور کم - گورا بکھانا - کہنا بانی - زبان

مطلب - سانولے گورے (راج کماروں کی) میں کیونکر تعریف کرسکتی ہوں (ان کی تعریف کرنا میری طاقت سے باہر ہے) کیونکہ جو بیان کر سکتی ہے (یعنی زبان) وہ تو آنکھیں نہیں رکھتی (یعنی زبان آنکھوں سے محروم ہے وہ حسن دلکش دیکھ ہی نہیں سکتی تو بیان کیا کرے گی) اور آنکھیں (جنہوں نے ان دونوں راج کماروں کو دیکھا ہے) طاقت گویائی نہیں رکھتیں (آنکھوں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ بیان نہیں کرسکتیں) - کتنی پاکیزہ چوپائی ہے

سن ہرشیں سب سکھی سیانی
سیہ ہیہ اِت اُتکنٹھا جانی

सुनि हरषीं सब सखी सयानी;
सिय हिय अति उतकंठा जानी।

ہرشیں ۔ خوش ہوئیں سیہ ۔ سیتاجی ہیہ ۔ دل

مطلب ۔ یہ حال سنکر سب مست شباب سہیلیاں خوش ہوگئیں اور سیتا جی کے دلی جذبات اور بیکلی کو تاڑ گئیں

ایک! کہے نرپ ست تیئی آلی
سنے جو منی سنگ آئے کالی

एक कहै नृप-सुत तेइ आली;
सुने जो मुनि संग आए काली।

نرپ ۔ راجہ

مطلب ۔ (پہلی سہیلی کی بات سنکر دوسری سہیلی بولی اے سکھیو) یہ وہی راج کمار ہیں جن کے متعلق سننے میں آیا ہے کہ وہ کل (خاندان) منی (بزرگ) (یعنی بشوامتر جی) کے ساتھہ یہاں (جنک پور) تشریف لائے ہیں

جن نج روپ موہنی ڈاری
کینھے سوبس نگر نر ناری

जिन निज रूप मोहिनी डारी;
कीन्हें स्वबस नगर-नर-नारी।

مطلب - جنھوں نے اپنی موھنی پیاری صورت کا ایسا اچھا اثر ڈالا ھے کہ شہر کے تمام مرد و زن کو اپنے بس میں کرلیا ھے (ھر شخص ان کا گرویدہ ھو رھا ھے)

برنت چھب جہاں تہاں سب لوگو
اوشیہ دیکھئے - دیکھن جوگو

बरनत छबि जहँ तहँ सब लोगू;
अवशि देखिए देखन योगू।

برنت - بیان کرنا اوشیہ - ضرور

مطلب - جو جہاں ھے انہیں کی پیاری صورت کی تعریف کررھا ھے (یہ کہکر وہ سکھی سیتا جی کو ترغیب دیتی ھے اور سب سکھیاں ھاں میں ھاں ملاتی ھیں) ان کو ضرور دیکھنا چاھیئے-وہ دیکھنے کے لائق ھیں

اس کے بعد سیتا جی کی بیکلی اور اشتیاق کا اظہار تلسی داس جی یوں کرتے ھیں :—

تاسو بچن ات سیا سہانے
درس لاگ لوچن اکلانے

तासु बचन अति सिया सुहाने;
दरश लागि लोचन अकुलाने।

"بچن" - بات "ات" - بہت "لوچن" - آنکھیں "لاگ اکلانے" بیتاب ہونے لگیں

مطلب - (اس سکھی کی) باتیں سیتاجی کو بہت پیاری معلوم ہوئیں اور (رام چندر جی کے) درشن کے لئے ان کی آنکھیں بیتاب ہونے لگیں (رام چندر جی کے دیکھنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہوا)

چلی اگر کر پریہ سکھی سوئی
پریت پراتن لکھے نہ کوئی

चलो अग्र करि प्रिय सखि सोई ;
प्रीति पुरातन लखै न कोई ।

مطلب - (سیتا جی) اس پیاری سکھی کو (جس نے پہلے پہل رام چندر جی کے متعلق خبر دی تھی) آگے کر کے چلیں - تاکہ قدیمی محبت کو کوئی پہچان نہ سکے - (سہیلی کو آگے رکھنے میں سیتا جی کا جو مقصد تھا اس کو تلسی داس جی نے کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے)

اس چو پائی کے بعد ایک نہایت دلگداز دوھا ہے

سمر سیا نارد بچن اُپجی پریت پنیت
چکت بلوکت سکل دس جن ششو مرگی سبھیت

सुमिरि सिया नारद-बचन उपजी प्रीति पुनीत ;
चकित बिलोकत सकल दिसि जनु शिशु मृगी सभीत ।

سمر - یاد کر کے اُپجی - پیدا ہوئی پنیت - پاک چکت -
خوفزدہ سکل دس - چاروں طرت ششو - بچہ مرگی - ھرنی
سبھیت - ڈری ہوئی

مطلب ـ سیتا جی کو نارد جی کی بات یاد آگئی (رشی نارد جی ایک بڑے بزرگ تھے انھوں نے ایک مرتبہ سیتا جی سے کہا تھا کہ پھلواری میں (جہاں رام چندر جی پھول توڑ رہے تھے) تم جس شخص کو پسند کرو گی وھی تمھارا شوھر ھوگا) اور ان کے دل میں پاکیزہ محبت نے جوش مارا اور وہ چاروں طرت اس طرح گھبرائی ھوئی دیکھنے لگیں جیسے کوئی ھراسان ھرنی کا بچہ دیکھے " ـ کتنی پیاری تشبیھہ ھے

کنکن کنکن ـ نوپر ـ دھنی سن
کہت لکھن سن رام ھردے گن

कंकन किंकिनि नूपुर धुनि सुनि ;
कहत लखन सन राम हृदय गुनि ।

کنکن - کنکنا گھونگرو - پازیب نوپر - بچھوا (ایک قسم کا زیور جو پاؤں کی انگلیوں میں پہنا جاتا ھے)
دھنی - آواز

مطلب - (جیوں ھی سکھیوں کے ساتھہ سیتاجی رام چندر کی طرف چلیں تو) اُن کی پازیب کے گھونگرو اور بچھوے کی صدا سن کررام چندر جی نے لچھمن جی سے کہا

مانہو مدن دند وبھی دینھی
منسا بشو وجے کی کینھی

मानहु मदन दुंदुभो दीन्ही;
मनसा विश्व विजय कहँ कीन्ही।

مدن - کام دیو (حسن و عشق کا دیوتا) بشو - دنیا وجے - فتح

مطلب - (گھونگرو اور پازیب کی صدا کیا ھے) گویا کام دیو نقارہ بجاتے ھوئے تمام دنیا کو فتح کرنے چلے ھیں" - حسن بیان اور تخئیل داد طلب ھے

اس کہہ پھر چتئے تہہ اورا
سیا مکھہ سیا بھئے نین چکورا

अस कहि फिरि चितए तेहि ओरा;
सिय-मुख ससि भए नयन चकोरा।

چتئے - دیکھا اورا - طرف

مطلب - (رام چندر جی نے) یہ کہکر پھر اس طرف دیکھا (جہاں سیتاجی کھڑی تھیں) تو ان کی آنکھیں سیتاجی کے چاند سے چہرہ کی چکور بن گئیں - سبحان الله - کتنی شوخ تشبیہہ ہے؟

دیکھہ سیا شوبھا سکھہ پاوا
ہردے سراہت بچن نہ آوا

देखि सिया-शोभा सुख पावा ;
हृदय सराहत बचन न आवा ।

مطاب - سیتاجی کی خوبصورتی کو دیکھکر (رام چندرجی) بہت خوش ہوئے - دل ھی دل میں تعریف کرنے لگے لیکن زبان سے کچھہ نہ کہہ سکے

جن برنچ سب نج نپنائی
برچ بشو کہن پرگت دکھائی

जनु विरंचि सब निज निपुनाई ;
बिरचि विश्व कहँ प्रगट दिखाई ।

برنچ - برھما نپنائی - چترائی - کاریگری برچ - رچ کر = بناکر پرگت - ظاہر

مطلب۔ گویا برھما نے اپنی کاریگری کا اعلیٰ نمونہ دکھا دیا ھے (سیتا جی کے بنانے میں برھما نے اپنی ساری کاریگری ختم کردی ھے)

سندرتا کہن سندر کرئی
چھب گرہ دیپ شکھا جن برئی

सुंदरता कहँ सुंदर करई ;
छवि-गृह दीप-शिखा जनु बरई ।

گرہ - گھر دیپ - چراغ - دیا شکھا - چراغ کی لو برئی - جلنا

مطلب ــ (سیتاجی کی) خوبصورتی ــ خوبصورتی کو بڑھا رھی ھے گویا حسن کے مندر میں چراغ کی لو اٹھ رھی ھے (شمع حسن ــ حسن کے مندر میں کو جگمگا رھی ھے ــ سیتاجی حسن کی محتاج نہیں ھیں بلکہ حسن ان کا محتاج ھے سیتاجی خود مجسم حسن ھیں جس سے حسن فیضیاب ھورھا ھے) یہ چوپائی جتنی بلاغت آمیز و معنی خیز ھے اسکی تعریف کرنا آسان نہیں

سب اُپما کب رھے جتھاری
کیہی پٹ ترمئے بدیھہ کماری

सब उपमा। कवि रहे जुठारी ;
केहि पटतरिय विदेह-कुमारी ।

کب - شاعر اپما - تشبیه جٹھاری - استعمال شدہ بدیھہ کماری-سیتاجی

مطلب - دنیا بھر میں جتنی تشبیہیں تھیں وہ سب شاعروں نے استعمال کرلیں سیتاجی کو کس سے تشبیھہ دی جائے (دنیا میں ان کی نظیر مل ھی نہیں سکتی) - اس چوپائی کے بعد ایک دوھا ھے اور ۸ اور چوپائیاں ھیں پھر یہ کیف انگیز دوھا آتا ھے

کرت بت کہی انج سن من سیاروپ لبھان
مکھہ سروج مکرند چھب کری مدھب ایوپان (دوھا)

करत बतकही अनुज सन मन सिय रूप लुभान ;
मुख सरोज मकरंद छबि करिय मधुप इव पान ।

انج - بھائی سروج - کنول

مطلب - (سری رام چندر جی) اپنے بھائی سے تو باتیں کررھے ھیں اور دل سیتا جی کے حسن پر اس طرح للچایا ھوا ھے

کہ (سیتا جی کے) کنول جیسے منہہ میں جو شہد بھرا ہوا ہے اسے گویا عالم خیال میں بھونرے کی طرح چوستے ہیں۔ تلسی داس جی نے استعارات و تشبیہات کو جس خوبی سے استعمال کیا ہے وہ مستغنی از داد ہے

چتوت چکت چھون دش سیتا
کہاں گئے نرپ کشورمن چیتا

चितवत चकित चहूँ दिशि सीता ;
कहँ गए नृप-किशोर मन चीता ।

مطلب - (جس پھلواری میں رام چند جی کھڑے ہوئے لچھمن جی سے سیتا جی کے حسن کی تعریف کر رہے تھے وہاں پہنچکر) سیتا جی نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں (رام چندر اور لچھمن جی بیلوں کی آڑمیں تھے جہاں سے وہ سیتاجی کو تو دیکھہ سکتے تھے لیکن سیتاجی ان کو نہیں دیکھہ سکتی تھیں اور (جب وہ دکھائی نہ دیئے تو) تو دل میں سوچنے لگیں کہ راج کمار کہیں چلے تو نہیں گئے؟

جہاں بلوک سرگ شاوک نینی
جن تہاں برس کمل ست شرینی

नहँ बिलोकि मृग शावक नैनी ;
जनु तहँ बरस कमल सित श्रेनी ।

مطلب - جس طرف ہرن کی سی آنکھوں والی (سیتا) نظر اٹھاکر دیکھہ لیتی تھی اسی طرف نرم سفید کنولوں کی مالا برسنے لگتی تھی (کنولوں کی بارش ہونے لگتی تھی) - اردو شاعری میں منھہ سے پھول جھڑتے ہیں لیکن یہاں تلسی داس جی نے آنکھوں سے پھولوں کی بارش کرا دی - نہایت پاکیزہ چوپائی ہے میں جب کبھی اس چوپائی کو پڑھتا ہوں تو ایک عجیب کیفیت دل پر طاری ہو جاتی ہے - تلسی! سچ ہے ہندی شاعری تجھہ پر جتنا بھی ناز کرے کم ہے -

لتا اوت تب سکھن لکھائے
شیامل گور کشور سہائے

लता ओट तब सखिन लखाए ;
श्यामल गौर किशोर सुहाए ।

لتا-بیل

مطلب - تب سکھیوں نے (سیتا جی کو) بیلوں کی اوٹ سے خوبصورت سانولے گورے (راجکماروں) کو دکھا دیا

دیکھہ روپ لوچن للچانے
ہرکھے جن نج ندہ پہچانے

देखि रूप लोचन ललचाने;
हरषे जनु निज निधि पहिचाने।

ندہ-خزانہ

مطلب - (سری رام چندر جی) کا روپ دیکھکر (سیتا جی کی) آنکھیں للچا گئیں اور اتنی خوش ہوئیں گویا اپنے خزانے (محبوب) کو پہچان گئیں

تھکے نین رگھپت چھب دیکھی
پلکن ہوں پر ہری نمیکھی

थके नयन रघुपति-छवि देखी;
पलकन हूँ परिहरी निमेखी।

مطلب - رام چندر جی کی پیاری صورت کو دیکھکر (سیتا جی کی) آنکھیں حیرت زدہ رہ گئیں (یہاں تک کہ) پلک مارنا بھی بھول گئیں

ادھک سنیہہ دیہہ بھئی بھوری
شرد ششہ جن چتوے چکوری

अधिक सनेह देह भइ भोरी ;
शरद शशिहिं जनु चितव चकोरी ।

شرد-جاڑا ششی - چندرماں - چاند

مطلب - انتہائی جوش محبت میں (سیتا جی کو) اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ رہا - جیسے موسم سرما کے چاند کو دیکھکر چکور سب کچھہ بھول جاتا ھے

لوچن مگ رامھہ اُر آنی
دینھے پلک کپات سیانی

लोचन-मग रामहिं उर आनी ;
दीन्हे पलक-कपाट सयानी ।

مطلب - (سیتا جی نے) رام چندر جی کی (موھنی مورت کو) آنکھوں کی راہ سے لا کر دل کے اندر بٹھا لیا اور پلکوں کے کیواڑوں کو بند کر لیا

جب سیہ سکھن پریم‌بس جانی
کہہ نہ سکیں کچھہ من سکچانی

जब सिय सखिन प्रेमवश जानी ;
कहि न सकहिं कछु मन सकुचानी ।

مطلب - جب سکھیوں نے سیتا جی کو نشۂ الفت میں سرشار دیکھا تو لاج کے مارے کچھہ کہہ نہ سکیں

لتا بھون تے پرگٹ بھئے تہہ اوسر دوؤ بھائی
نکسے جن جگ بمل بدہ جلد پٹل بلگائی
(دوہا)

लता-भवन ते प्रगट भे तेहि अवसर दोउ भाइ ;
निकसे जनु जुग बाल विधु जलद पटल बिलगाइ ।

مطلب - تب بیلوں کی اوٹ سے دونوں بھائی اس طرح باہر ہوئے - جیسے پانی بھرے ہوئے بادلوں کے پردوں کو ہٹاکر دو منور چاند نکل آئے ہوں

اس کے بعد تلسی داس جی سوئمبر کا سین دکھاتے ہیں- رام چندر جی اس کمان کو جسکو بڑے بڑے سورما نہیں توڑ سکے تھے توڑنے کیلئے تیار ہوتے ہیں - چاروں طرف سناٹا چھا جاتا ہے - فرط محبت سے سیتا جی کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں - بڑی حسرت سے وہ رام چندر جی کی طرف دیکھتی ہیں اور دل ہی دل میں ان کی فتح و کامرانی کی

دعائیں بھی مانگتی جاتی ہیں اسوقت کا نقشہ تلسی داس جی یوں کیھنچتے ہیں:—

پربھو ہی چتئی پن چتئی مہہ راجت لوچن لول
کھیلت منسج مین جگ جن بدو منڈل ڈول

प्रभुहिं चितइ पुनि चितइ महि राजत लोचन लोल ;
खेलत मनसिज मीन युग जनु विधु मंडल डोल।

چتئی - دیکھہ پن - پھر مہہ - زمین منسج - کام دیو منڈل-حلقہ - چاند کا ہالہ

مطلب - پربھو (رام چندر) کی طرت بار بار دیکھکر جب (سیتا جی) زمین کی طرت دیکھنے لگتی تھیں اسوقت ان کی چلتی ہوئی (چنچل) آنکھیں آنسوؤں مین ایسی پیاری معلوم ہوتی تھیں گویا کام دیو دو مچھلیوں کا بھیس بدل کر چاند کے ہالہ کے ھنڈولے میں جھول رہے ہیں - ھندی زبان میں آنکھوں کو مچھلیون سے تشبیہ دینا عام بات ہے لیکن آنکھوں کی بے چینی اور بیقراری کو دیکھتے ہوئے خصوصاً جب آنسو بھی بھرے ہوں-اُنکو مچھلی کہنا ایسی نزاکت ہے جو اردو میں نایاب ہے

گرا الن مکهه پنکج روکی
پرگت نه لاج - نشا اولو کی

गिरा अलिन मुख-पंकज रोकी ;
प्रगट न लाज-निशा अवलोकी ।

الن-بهونری پنکج - کنول نشا - رات گرا - زبان

مطلب - "بات روپی بهونری کو مکهه کنول نے روک لیا (بند کر لیا) لاج روپی رات کو دیکهکر (بات روپی بهونری) نه ظاهر هوسکی (نه کهل سکی)" یهان پر تلسی داس جی نے استعارات و تشبیهات کی انتها کردی انهوں نے زبان یا آواز کو بهونری - منهه کو کنول اور بزرگوں کی لاج یا لحاظ کو رات کها هے - اس چوپائی کا مطلب سمجهانے کیلئے یه بتا دینا ضروری هے که بسا اوقات بهونری کنول کا رس چوسنے میں اتنی بیخود هوجاتی هے که اسے پته هی نهیں چلتا اور دن گذر جاتا هے - رات هوتے هی - جیسا که مشهور هے - کنول کا منهه بند هو جاتا هے اور بهونری کو اُڑنے کا موقع نهیں ملتا اور وه اسی میں بند هو جاتی هے - اب مطلب صاف هو جاتا هے - سیتا جی کی بات روپی بهونری (زبان یا آواز) بزرگوں کی لاج روپی رات کی وجه سے مکهه کنول (منهه) سے باهر نهیں نکل سکی

یعنی سوئمبر میں جو بزرگ موجود تھے ان کے لحاظ سے سیتا جی زبان سے کچھہ کہہ نہ سکیں ع اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کردیا "

لوچن جل رہ لوچن کونا
جیسے پرم کرپن کر سونا

लोचन-जल रह लोचन-कोना ;
जैसे परम कृपण कर सोना ।

مطلب - (سیتا جی کے) آنسو آنکھوں کے گوشوں میں اس طرح پوشیدہ ہیں - جیسے کسی بڑے کنجوس کا سونا (سیتاجی کی آنکھوں میں آنسو تو بہت بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ بزرگوں کے لحاظ سے ان کو اس طرح پوشیدہ کئے ہوئے ہیں جس طرح کوئی بخیل دولتمند اپنے سونے کو سب سے چھپائے رکھتا ہے)

مناظر قدرت کی مصوری

شری متی سیتا جی کو راون ہر (اُڑا) لے گیا ہے شری رام چندر جی لچھمن جی کے ساتھہ سیتا جی کو تلاش کرتے ہوئے ایک جنگل میں پہنچتے ہیں برسات کا موسم آگیا ہے مصور فطرت گوسائیں تلسی داس جی اس موقعہ پر سری رام چندر کی زبان سے برکھا رت کا سیں یوں دکھاتے ہیں (تلسی کرت رامائن کشکندھا کانڈ)

سندر بن کسمت ات شوبھا
گنجت چنچریک مدہ لوبھا

सुंदर बन कुसुमित अति शोभा ;
गुंजत चंचरीक मधु लोभा ।

مطلب - خوبصورت پھولوں سے بھرے ہوئے جنگل پر بہار آگئی اور شہد کے لالچ سے بھونرے گونجنے لگے

منگل روپ بھئے بن تب تے
کینھہ نواس رماپت جب تے

मंगल रूप भये बन तबते ;
कीन्ह निवास रमापति जबते ।

مطلب - "منگل روپ" (دلفریب حسن والا) بن اسی وقت سے ہوگیا (رونق آگئی) جب سے شری رام چندر جی نے (اس بن میں) رہنا اختیار کیا

برکھا کال میگھ نبھ چھائے
گرجت لاگت پرم سہائے

वर्षा काल मेघ नभ छाये ;
गर्जत लागत परम सुहाये ।

مطلب - برکھارت (برسات) کے جو بادل آسمان پر چھا رہے ہیں وہ گرجتے ہوئے بہت بھلے معلوم ہوتے ہیں (ان کو دیکھکر سری رام چند جی لچھمن جی سے فرماتے ہیں)

(دوہا)
لچھمن دیکھو مورگن ناچت بارد پیکھ
گرھی برت رت ھرکھہ جم بشن بھگت کہن دیکھ

लछिमन देखहु मोर गन, नाचत बारिद पेखि ;
गृही विरतिरत हर्ष जिमि, विष्णुभक्त कहँ देखि।

مطلب - لچھمن جی دیکھو تو یہ مور بادلوں میں پانی کی لہریں دیکھکر کیسے خوش ہو ہو کر ناچ رہے ہیں - جیسے تارک الدنیا (فقیر) وشنو بھگوان کے درشن پاکر خوش ہوتے ہیں غور کیجئے تشبیہ و تمثیل کی قوت سے نفس مضمون میں کسقدر دلکشی پیدا ہوگئی ہے

گھن گھمنڈ نبھہ گرجت گھورا
پریا ہین ڈرپت من مورا

घन घमंड नभ गर्जत घोरा ;
प्रियाहीन डरपत मन मोरा ।

مطلب - بادل جو آسمان میں امنڈ امنڈ کر زور سے گرجتے ہیں (ان کو سنکر) میرا دل اپنی پیاری (سیتا جی) کیلئے تڑپنے لگتا ہے

دامن دمک چھپت گھن ماہیں
کھل کی پریت جتھا تھر ناہیں

दामिनि दमकि छिपत घन माहीं ;
खल की प्रीति यथा थिर नाहीं ।

مطلب - (دیکھو اے لچھمن) یہ چنچل بجلی چمک چمک کر پھر بادلوں میں اسطرح چھپ جاتی ہے جیسے کم ظرف کی محبت

صرف تھوڑی دیر باقی رهتی هے (ناقابل اعتبار هوتی هے)

برکھیں جلد بھوم نیر آئے
جتھا نوین بدھ بدیا پائے

वर्षहिं जलद भूमि नियराये ;
यथा नवहिं बुध विद्या पाये ।

مطلب - پانی سے بھرے بادل زمین کے (قریب آکر) جھوم جھوم کر اس طرح برستے هیں جیسے پنڈت علم کو پاکر جھک کر چلتے هیں (بادل زمین کے قریب اکر اس طرح هو جا تے هیں جیسے علم حاصل کرکے علما میں تواضع و انکسار پیدا هو جاتا هے جس طرح بادل پانی سے لبریز هوتے هیں اس طرح عاما علم سے بھر پور رهتے هیں) کتنی خوبصورت اور بلیغ تشبیه هے

بوندا گھات سہیں گر کیسے
کھل کے بچن سنت هہیں جیسے

बूँदाघात सहैं गिरि कैसे ;
खल के बचन संत सहैं जैसे ।

مطلب - پہاڑ مینهه کی بوندوں کی چوٹ اس طرح سهه رهے هیں جیسے اچھے لوگ دشٹوں (پاپیوں - ظالموں) کی

سخت کلامی سہتے ہیں (جس طرح اچھے صابرو شاکر لوگون کو جاہلون کی گالی گلوج سے اذیت نہیں ہوتی اسی طرح پہاڑون کو بھی بوندون کی چوٹ سے اذیت نہین پہنچتی) اکیسی دلکش اور اخلاقی تشبیہہ ہے

چھدر ندی بھر چل اترائی
جس تھوڑے دھن کھل بورائی

छुद्र नदी भरि चलि उतराई ;
जस थोरे धन खल बौराई ।

مطلب - چھوٹی چھوٹی ندیاں پانی سے بھر بھر کر آپے سے باہر ہوکر اترا کر چل رہی ہیں جیسے کوئی اوچھا،کم ظرف آدمی تھوڑا سا روپیہ پاکر باؤلا ہو جاتا ہے (اور اترا کر چلتا ہے) بلاغت یہ ہے کہ ندی کا پانی اس کا اپنا نہیں ہے بلکہ برسات میں ادھر ادھر تال تلیوں سے آگیا ہے -

بھوم پرت بھا ڈھا بر پانی
جم جیوہ مایا لپٹانی

भूमि परत भा ढाबर पानी ;
जिमि जीवहिं माया लपटानी ।

مطلب - زمین پر پاک و صاف پانی گر کر یوں گدلا اور نا پاک ہو رہا ہے جیسے روح مایا کے بندھن (دنیا کی آلائشوں میں پھنس کر) سے مکدر ہو جاتی ہے - سبحان الہ - کوئی شعر اخلاقی نتیجہ سے خالی نہیں اور یہی وہ شاعری ہے جو کسی نہیں وہبی ہوتی ہے "بیان" کو "سحر" اور "شعر" کو "حکمت" اسی بنیاد پر کہا گیا ہے -

سمٹ سمٹ جل بھرین تلاوا
جم سدگن سجن پنھہ آوا

सिमिटि सिमिटि जल भरैं तलावा ;
जिमि सद्गुन सज्जन पहँ आवा ।

مطلب - پانی سمٹ سمٹ کر تالابوں میں اس طرح آرہا ہے جیسے نیک آدمیوں کے پاس اچھی خصلتیں خود چلی آتی ہیں شاعری اسے کہتے ہیں

سرتا جل جل ندھ ماں جائی
ہوئے اچل جم جن ہر پائی

सरिता-जल जलनिधि महँ जाई ;
होय अचल जिमि जन हरि पाई ।

مطلب - ندی نالیوں کا پانی سمندر میں جاکر یوں گم هو رہا ہے جیسے عارف لوگ خدا کو پاکر خدائی میں گم هو جاتے هیں -

هرت بهوم ترن سنکل سمجهه پرے نهیں پنتهه (دوها)
جم پاکهنڈ بواوتے گپت هوتهه سد گرنتهه

हरित भूमि तृणसंकुल, समुझि परै नहिं पंथ ;
जिमि पाखंड विवाद ते, गुप्त होयँ सद् ग्रंथ ।

مطلب - گهاس کے گهنے هونے سے زمین هری هورهی هے- راسته نهیں سوجهائی دیتا جیسے پاکهنڈیون (مکار فریبی لوگوں) کے جهگڑے اور کتهه حجتی سے اچهی کتها کی سچائی چهپ جاتی هے (اور لوگ ادهر ادهر بهٹکنے لگتے هیں)

دادر دهن چهوں اور سهائی
وید پڑهیں جن بٹ سمدائی

दादुर धुनि चहुँ ओर सुहाई ;
वेद पढ़ैं जनु वटु समुदाई ।

مطلب - مینڈکوں کی آواز چاروں طرف سے کیسی بهلی معلوم هوتی هے گویا که (ودیاله میں) بہت سے پنڈت وید پڑه

رهے هیں" جن لوگوں نے کاشی جی میں گنگا جی کے کنارے بہت سے پنڈتوں کو وید پڑھتے دیکھا ھو گا وہ اس تشبیهہ کا بخوبی لطف اٹھا سکتے هیں

کھوجت کتہوں ملے نہیں دھوری
کرے کرودہ جم دھرمہ دوری

खोजत कतहुँ मिलै नहिं घूरी ;
करै क्रोध जिमि धर्महिं दूरो ।

مطلب - خاک دھول تو کہیں ڈھونڈھنے سے بھی نہیں مل سکتی (برسات کے پانی نے اس کا نشان بالکل مٹا دیا ھے) جس طرح غصہ دھرم کو مٹا دیتا ھے

شش سمپن سوہ مہہ کیسے
اپکاری کی سپت جیسے

शश संपन्न सोह महि कैसे ;
उपकारी को संपति जैसे ।

مطلب - کھیتی کی باڑہ سے ساری زمیں ایسی خوبصورت معلوم ھوتی ھے جیسے دھرماتما لوگون کی (فیاض - خیرات کرنے والون کی) دولت (بڑھتی رھتی ھے)

کر کھی نراوھیں چتر کسانا
جم بدھ تجہیں موہ مد مانا

कृषी निरावहिं चतुर किसाना ;
जिमि बुध तजहिं मोह मद माना ।

مطلب - "ھوشیار کسان اپنے اپنے کھیتوں کو اس طرح نراتے ھیں (کھیت میں سے گھاس پھوس نکال کر پھینک دیتے ھیں) جیسے اچھے لوگ اپنے دل کو دنیا کی تمام آلائیشوں سے پاک صاف کرلیتے ھیں"

دیکھت چکرواک کھگ ناھیں
کلھہیں پائی جم دھرم نشاھیں

दीखत चक्रवाक खग नाहीं ;
कलिहिं पाइ जिमि धर्म नशाहीं ।

مطلب - چکوا چکوی پرند وغیرہ اسوقت نظر نہیں آتے جس طرح لڑائی جھگڑے سے دھرم جاتا رھتا ھے -

ببدھ جنت سنکل مہہ بھراجا
پرھت پرجا جم پرائے سراجا

विविध जंतु संकुल महि भ्राजा ;
बढ़त प्रजा जिमि पाय सुराजा ।

مطلب - طرح طرح کے کیڑے مکوڑوں سے بھری ہوئی زمین ایسی اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے سندر راج (اچھی حکومت) کو پاکر پرجا (رعایا) بڑھتی ہے

(۱) کبھون دوس مان نبڑ تم کبھونک پرگٹ پتنگ
اپجے بنشے گیان جم پائے سسنگ کسنگ (دوھا)

(۲) کبھون چلے مارت پربل جھن تھن میگھہ بلاین
جم کپوت کے جنم تے سب کل دھرم نشاین (دوھا)

कबहुँ दिवस महँ निविड़ तम, कबहुँक प्रगट पतंग ;
उपजै विनशै ज्ञान जिमि, पाय सुसंग कुसंग ।

कबहुँ चलै मारुत प्रबल, जहँ तहँ मेघ बिलायँ ;
जिमि कुपूत के जन्म ते, सब कुलधर्म नशायँ ।

(۱) مطلب - کبھی تو دن میں گھٹا توپ اندھیرا چھا جاتا ہے اور کبھی سورج نکل آتا ہے (روشنی ہو جاتی ہے) جیسے اچھی صحبت سے عقل و تمیز آتی ہے اور بری صحبت سے عقل جاتی رہتی ہے

(۲) مطلب - کبھی تیز ھوا کے چلنے سے بادل غائب ھو جاتے ھیں جیسے کپوت (نا خلف اولاد) کے پیدا ھونے سے سب خاندان کا دھرم برباد ھو جاتا ھے

یہاں برکھارت (برسات) اور شرد رت (جاڑے کے موسم) کے ملنے سے گوسائیں تلسی داس جی نے دو دوھے کہے ھیں جیسا کہ مندرجہ ذیل چوپائی سے موسم سرما کا آنا ثابت ھے

برکھا بگت شرد رت آئی
دیکھہو لچھمن پرم سہائی

वर्षा विगत शरद ऋतु आई ;
देखहु लछमन परम सुहाई ।

مطلب - (رام چندر جی فرماتے ھیں) برکھارت تو گذر گئی اور جاڑے کا موسم آگیا - اے لچھمن! دیکھو یہ موسم بھی کتنا خوشگوار ھے

پھولے کاس سکل مہی چھائی
جن برکھا رت پرگٹ برھائی

फूले कास सकल महि छाई ;
जनु वर्षा ऋतु प्रगट बुढ़ाई ।

مطلب - (اجلے اجلے) پھولے ہوئے کا سون سے زمین ایسی بھری ہوئی ہے جیسے برسات نے اپنا بڑھاپا بھی دکھا دیا ہے - کیا دل آویز تشبیہہ ہے؟

رس رس سوکھہ سرت سرپانی
ممتا تیاگ کریں جم گیانی

रस रस सूख सरित सर पानी ;
ममता त्याग करैं जिमि ज्ञानी ।

مطلب - آہستہ آہستہ ندی نالوں کا پانی روز بروز اس طرح سوکھا جاتا ہے جس طرح خدا رسیدہ لوگ آہستہ آہستہ دنیا کی محبت کو چھوڑتے جاتے ہیں

سکھی مین‌گن نیر اگادھا
جم ہرشرن نہ ایکو بادھا

सुखो मोनगन नीर अगाधा ;
जिमि हरिशरण न एकौ बाधा ।

مطلب - گہرے پانی میں مچھلیاں آرام سے رہتی ہیں (ان کو پانی کے سوکھنے کا ڈر نہیں ہوتا) اسی طرح خدا رسیدہ

لوگوں کو کسی طرح کا ڈر یا خوف نہیں رہتا

گنجت مدھکر نکر انوپا
سندر کھگ مرگ نانا روپا

गुंजत मधुकर निकर अनूपा ;
सुंदर खग मृग नाना रूपा ।

مطلب - جھنڈ کے جھنڈ بھونرے گھومتے ہیں ہرقسم کے خوبصورت چرند پرند (خوشی سے پھولے نہیں سماتے)

چکر واک من دکھ نش پیکھی
جم درجن پر سنپت دیکھی

चक्रवाक मन दुख निशि पेखी ;
जिमि दुर्जन पर संपति देखी ।

مطلب - چکوا چکوی کو رات کو آتے دیکھکر اس طرح رنج ہوتا ہے - جس طرح برے آدمیوں کو دوسروں کی دولت دیکھکر صدمہ ہوتا ہے

چاتک رٹت ترکھا ات اوھی
جم سکھ لھے نہ شنکر دروھی

चातक रटत तृषा अति ओही ;
जिमि सुख लहै न शंकरद्रोही ।

مطلب - پپیہا پیاس کے مارے چلاتا ہے - اس کو سکھ نہیں ملتا - جس طرح سری شوجی مہاراج کا دشمن کبھی چین سے نہیں رہنے پاتا

دیکھیں بدھ چکور سمدائی
چتوھیں جم ھرجن ھرپائی

देखहिं बिधु चकोर समुदाई ;
चितवहिं जिमि हरिजन हरि पाई ।

مطلب - چکوروں کے جھنڈ چاند کو اسطرح دیکھتے ھیں جیسے بھگت ھر بھگوان کے درشن سے لطف اندوز ھوتے ھیں

بھوم جیوسنکل رھے گئے شردرت پائے
سداگر ملے تے جاھی جم سنشے بھرم سمدائے (دوھا)

भूमि जीव संकुल रहे, गये शरद ऋतु पाय ;
सद् गुरु मिले ते जाहि जिमि, संशय भ्रम समुदाय ।

مطلب - زمین کے کیڑے مکوڑے جاڑے کے موسم میں اس طرح برباد ھوگئے ھیں - جسطرح اچھا گرو ملنے سے ڈر جاتا رھتا ہے - کیسے اعلیٰ جذبات ھیں؟

فلسفۂ اخلاق و حسن معاشرت

فارسی کا ایک مشہور شعر ھے "دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست - در پریشاں حالی ودرماندگی" اسی فلسفہ کو گوسائیں تلسی داس جی سری رام چندر کی زبان سے سگریو کو مخاطب کرتے ھوئے یوں ادا کرتے ھیں:—(تلسی کرت رامائن کشکندھا کانڈ)

جے نہ متر دکھہ ھونہیں دکھاری
تنھیں بلوکت پاتک بھاری

जे न मित्र दुख होहिं दुखारी ;
तिन्हैं विलोकत पातक भारी ।

بلوکت - دیکھنا پاتک گناہ - پاپ

مطلب - جو کوئی اپنے دوست کے دکھہ سے دکھی نہیں ھوتا اس کے دیکھنے سے بھی بھاری پاپ ھوتا ھے

نج دکھہ گری سم رج کرجانا
متر کے دکھہ رج میرو سمانا

निज दुख गिरि सम रज करि जाना ;
मित्र के दुख रज मेरु समाना ।

نج-اپنا گری-پہاڑ رج-خاک دھول میر-پہاڑ

مطلب - اپنا دکھہ اگر پہاڑ بھی ھو تو اسے خاک کے برا بر سمجھو اور اگر دوست کا دکھہ خاک کی طرح ھو تو اسے پہاڑ خیال کرو (تم پر بہت بڑی مصیبت بھی پڑے تو اس سے نہ گھبراؤ بلکہ اسکو معمولی سمجھو لیکن اپنے دوست کی معمولی تکلیف کو بھی سختی کے ساتھہ محسوس کرو)

جن کے اس متی سہج نہ آئی
تے شٹھہ ھٹ کت کرت متائی

जिनके अस मति सहज न आई ;
ते शठ हठ कत करत मिताई ।

متی-عقل سہج-آسانی شٹھہ-نادان ھٹ-ضد متائی-دوستی

مطلب - جن کو ایسی سمجھہ آسانی سے نہیں آتی (جن کی عقل قدرتی اصول کے موافق نہیں ھے) وہ نادان ناحق ضد میں دوستی کا دم بھرنے کی کوشش کرتے ھیں

کوپنتھہ نوار سوپنتھہ چلاوا
گن پر کٹتھین اوگن ھی دراوا

कुपंथ निवारि सुपंथ चलावा;
गुण प्रकटहिं अवगुणहि दुरावा।

کوپنتھہ-بری راہ نوار-چھوڑ کر سونپتھہ-اچھی راہ
اوگن-عیب دراوا-چھپانا

مطلب - بری راہ سے بچا کر اچھی راہ لگانا - عیبوں کو
چھپا کر خوبیون کو دکھانا (دوستی) ھے

دیت لیت من سنک نہ دھرئے
بل انمان سدا ھت کرئے

देत लेत मन शंक न धरहीं;
बल अनुमान सदा हित करहीं।

دیت لیت دنیا لینا-خیرات ھت-پیار بھلائی-محبت

مطلب - خیرات (دین لین) کرنے مین ھچکچائے نہیں -
حتی المقدور دوسرون کی ھمیشہ بھلائی کرے

آگے کہہ مردو بچن بنائی
پاچھے ان ھت من کٹلائی

आगे कह मृदु वचन बनाई ;
पाछे अनहित मन कुटिलाई ।

آگے-سامنے مردو-میٹھا ان ھت-برائی کٹلائی-بداندیشی

مطلب - منھہ پر تو میٹھی باتیں بنا تا ھے اور پیٹھ پیچھے دل کی بداندیشی کی وجہ سے برائی کرتا ھے - (یہ طریقہ دوستی کے خلاف اور دشمنی پر مبنی ھے)

جاکر چت اھی گت سم بھائی
اس کومتر پر ھرے ھی بھلائی

जाकर चित अहिगति सम भाई ;
अस कुमित्र परिहरे भलाई ।

چت - دل اھی - سانپ کومتر - برادوست ھرے- چھوڑے

مطلب - جس کا دل سانپ کی چال کی طرح ھو ایسے برے دوست کو چھوڑ نے ھی میں بھلائی ھے

سیوک شٹھہ-نرپ کرپن کوناری
کپٹی متر شول سم چاری

सेवक शठ नृप कृपन कुनारी ;
कपटी मित्र शूल सम चारी ।

سیوک - خادم نرپ - راجه کرپن - لالچی کوناری - بری عورت کپٹی متر کینہ توز - دوست شول - تیر

مطلب - نادان نوکر - لالچی راجه - بری عورت - کینه توز دوست یه چارون تیر کی طرح (تکلیف ده) هیں

ایک اور موقع پر گوسائیں تلسی داس جی یون لکھتے هیں

دهیرج دهرم متر اور ناری
آپت کال پرکھئے چاری

धीरज धर्म मित्र अरु नारी ;
आपति काल परखिए चारी ।

مطلب - صبر - دهرم - دوست اور عورت کا امتحان صرف مصیبت کے وقت میں هوتا هے - کتنے پاکیزه خیالات هیں ؟

لنکا کی واپسی کے بعد ایک دن رام چندر جی هنومان جی اور اپنے بهائیون کے ساتھ جنگل کی سیر کررهے تھے-بھرت جی نے پوچھا که سنت (نیک - راستباز - سادهو) اور اسنت

(بڑے لوگ) میں کیا فرق ہے - تلسی داس جی اکی زبان میں رام چندر جی کا جواب ملاحظہ فرمائیے -

سنت انتن کی اس کرنی
جم کتھار چندن آچرنی

संत असंतन की अस करनी ;
जिमि कुठार चंदन आचरनी।

کتھار-کلہاڑی چندن - صندل

مطلب - جو نسبت صندل اور کلہاڑی میں ہے وھی نسبت اور ویسے ھی اعمال نیک اور خراب لوگوں اکے سمجھ لو - اس کی تشریح مندرجۂ ذیل چوپائی میں اس طرح کی جاتی ہے

کاٹے پرشو ملے سن بھائی
نج گن دیئی سگندہ لگائی

काटे परशु मिले सुनु भाई ;
निज गुनु देइ सुगंध लगाई।

پرشو-کلہاڑی ملے-صندل سگندہ-خوشبو

مطلب - (یعنی) کلہاڑی (اپنی سختی سے) صندل (ایسی

نرم و نازک بے ضرر شے کو) کاٹ دیتی ہے (لیکن اس ظلم پر بھی) صندل (اپنی اچھی عادت اور عمدہ خاصیت سے) اس (کلہاڑی) میں بھی خوشبو لگا دیتا ہے-کتنی سبق آموز اور پاکیزہ چوپائی ہے-اس کا نتیجہ مندرجۂ ذیل دوہے میں نکلتا ہے

تاتے سر شیسن چڑھت جگ بلبھہ شری کھنڈ
آنل داہ پیٹت گھنن پرشو بدن یہ ونڈ (دوہا)

तातै सुर सोसन चढ़त जग वल्लभ श्री खंड ;
अनल दाहि पीटत घनन परशु बदन यह दंड ।

انل-آگ سر-دیوتا سیس (سر)

جگ بلبھہ- دنیا کا پیارا شری کھنڈ- چندن (لفظ شری کسی چیز کی بڑائی ظاہر کرنے کو استعمال کیا جاتا ہے)

مطلب- (کلہاڑی صندل کو کاٹ دیتی ہے تو) اس سے صندل دیوتاؤں کے ماتھے پو چڑھتا ہے (بڑے بڑے مہاتما اور دیوتا صندل کو اپنی پیشانی پر لگاتے ہیں) دنیا کا پیارا ہوتاہے اور "شری کھنڈ" (چندن) کہلاتا ہے (لیکن) کلہاڑی کا جسم (لوہا صندل کاٹنے کی) یہ سزا پاتا ہے کہ آگ میں تپاکر ہتوڑوں سے پیٹا جاتا ہے- صندل کو نیک اور کلہاڑی کو

بدسرشت لوگون سے تشبیهہ دینا کسقدر معنی خیز اور سبق آموز هے ؟

بکھے المپٹ شیل گنا کر
پردکھہ دکھہ سکھہ سکھہ دیکھے پر

विषय अलंपट शील गुनाकर ;
पर दुख दुख सुख सुख देखे पर ।

مطلب - (نیک لوگ) لذت دنیوی سے آزاد هو تے هیں رحم دل اور عقلمند هو تے هیں - پرائے دکھہ سے دکھی اور پرائے سکھہ سے سکھی هو تے هیں

سم ابھوت رپ بمد براگی
لوبھا مرکھہ هرکھہ بھئے تیاگی

सम अभूतरिपु विमद विरागी ;
लोभामर्श हर्ष भय त्यागी ।

سم - برابر ابھوت رپ - بغیر دشمن براگی - تارک الدنیا لوبھا - لالچ مرکھہ - غصہ هرکھہ - خوش

مطلب - دوست دشمن سب سے برابر محبت رکھتے هیں -

بے غرور اور تارک الدنیا ہو تے ہیں - لالچ اور غصہ کو خوش خوش ترک کردیتے ہیں

کومل چت دینن پرد ایا
ممتا مم پد پریت امایا

कोमल चित दीनन पर दाया ;
ममता मम पद प्रीति अमाया ।

دین پردایا - غریبوں اور عاجزوں پر رحم کرنے والے

مطلب - نرم دل اور عاجزون پر رحم کرنے والے ہو تے ہیں (رام چندر جی فرما تے ہیں کہ) صرف میرے ہی چرنوں (قدموں) میں (مجھ سے) بے غرضانہ محبت کرتے ہیں

سبھی مان پرد - اپ امانی
بھرت پران سم مم تے پرانی

सबहि मानप्रद आपु अमानो ;
भरत प्राण सम मम ते प्रानी ।

مطلب - سب کو عزت دیتے ہیں لیکن خود کو بڑا نہیں سمجھتے اے بھرت جی (رام چندر جی کے سوتیلے بھائی) ایسے ہی لوگ مجھکو جان سے زیادہ عزیز ہیں

شم دم نیم نیت نہیں ڈولیں
پرکھہ بچن کبہون نہیں بولین

शम दम नियम नियत नहिं डोलें ;
परुष बचन कबहूँ नहिं बोलें ।

دم - نفس پر قابو رکھنے والے   نیم - قاعدہ - دستور - مذھبی فرائض   پرکھہ - کڑوے - خراب

مطلب - ان کے قدم سیدھے راستہ سے کبھی نہیں ڈگمگاتے (ان قوانین اور مراسم پر جن سے تزکیۂ نفس اور نفسانی خواھشون پر قابو حاصل کیا جاتا ھے عامل ھو تے ھیں) وہ کڑوی بات کبھی نہیں کہتے

یہ سب لچھن بسین جاسو اُر
جایئو تات سنت سنتت پھر

ये सब लच्छन बसें जासु उर ;
जान्यो तात संत संतत फुर ।

مطلب - یہ سب صفات جن کے دل میں ھو تے ھیں ان کو اے بھائی ھمیشہ سچا "سنت" (نیک آدمی) سمجھو

سنہو اسنتن کیر سبھاؤ
بھولہو سنگت کرے نه کاؤ

सुनहु असंतन केर स्वभाऊ ;
भूलिहु संगति करै न काऊ ।

مطلب - (اب رام چندر جی بھرت جی کو برے لوگوں کا حال بتاتے ھیں) اب برے لوگوں کا حال سنو - ان کی صحبت میں بھول کر بھی نه بیٹھنا

تنکر سنگ سدا دکھ دائی
جم کپاہ گھالے ھر یائی

तिनकर संग सदा दुखदाई ;
जिमि कपिलहिं घालै हरहाई ।

مطلب - (برے لوگوں کی) صحبت ھمیشه تکلیف دہ ھوتی ھے جیسے (جنگلی) شریر گائے اچھی رنگ والی (سیدھی اور نیک) گائے کو خراب کردیتی ھے (اسی طرح بروں کی صحبت اچھوں کو خراب کردیتی ھے)

کھلن ھردے ات تاپ بشیکھی
جرھیں سدا پر سمپت دیکھی

खलन हृदय अति ताप बिसेखी ;
जरहिं सदा परसंपति देखी ।

جرین - جلنا سمپت - دولت

مطلب - ان (دشتوں - خراب لوگوں) کے دل میں بہت جلن هو تی هے (حاسد هوتے هیں) وہ پرائی دولت کو دیکھکر همیشه (آتش حسد میں) جلتے رهتے هیں -

جو کہوں ننداا سنہین پرائی
هرکھیں منو پڑی ندہ پائی

जो कहुँ निंदा सुनहिं पराई ;
हर्षहिं मनौ परी निधि पाई ।

مطلب - اگر کہیں دوسروں کی هجو سنتے هیں تو اتنے خوش هوتے هیں گویا ان کو کہیں پڑا هوا خزانه مل گیا -

کام کرودہ مد لوبھہ پرایں
نردے کپٹی کٹل ملایں

काम क्रोध मद लोभ परायन ;
निर्दय कपटो कुटिल मलायन ।

مطلب - خواھشات نفسانی کے غلام ھوتے ھیں - غصہور مغرور لالچی بےرحم - کینہ توز اور ظالم ھوتے ھیں

بیر اکارن سب کا ھو سوں
جو کرھت ان ھت تاھو سوں

बैर अकारण सब काहू सों;
जो कर हित अनहित ताहू सों।

مطلب - بغیر کسی وجہ یا سبب کے سب کے ساتھہ دشمنی کرتے ھیں جو کوئی ان کے ساتھہ بھلائی کرتا ھے یہ اس کے ساتھہ برائی کرتے ھیں

جھوٹھئی لینا جھوٹھئی دینا
جھوٹھئی بھوجن جھوٹھئی پینا

झूठइ लेना झूठइ देना;
झूठइ भोजन झूठइ पीना।

مطلب - ان کا لین دین سب جھوٹا ھوتا ھے (کوئی کام ان کا فریب سے خالی نہیں ھوتا) کھانا پینا بھی ان کا جھوٹا ھوتا ھے (حلال کی کمائی نہیں کھاتے دوسرون کا مال اڑاتے ھیں)

بولیں مدھر بچن جم مورا
کھاین مہا آھی ہردے کٹھورا

बोलैं मधुर बचन जिमि मोरा :
खाहिं महा अहि हृदय कठोरा ।

مطلب - موروں کی مانند باتیں تو میٹھی کرتے ہیں (ظاہر میں میٹھی باتیں کرتے ہیں) لیکن ان کا دل اتنا سخت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے سانپوں کو بھی کھا جاتے ہیں (مور کی آواز تو پیاری ہوتی ہے لیکن وہ سانپ کھاتا ہے یہی حال برے لوگوں کا ہے ظاہر میں تو وہ گھل مل کر باتیں کرتے ہیں لیکن ان کا قلب سیاہ ہوتا ہے - بگلا بھگت بن کر وہ بہت نقصان پہنچاتے ہیں)

پردروھی - پرداررت - پردھن پراپواد
تے نرپامر پاپ مے دیھہ دھرے من جاد (دوھا)

पर-द्रोही पर-दार-रत परधन पर-अपवादः ;
ते नर पामर पापमय देह धरे मनुजाद ।

مطلب - دوسروں سے دشمنی رکھنے والے - پرائی عورتوں کو نظر بد سے دیکھنے والے اور دوسروں کی دولت کو اُڑانے والے

لوگ ذلیل - گنہگار اور راکشس ہو تے ہیں

لوبھہ اوڑھن لوبھہ ڈاسن
ششنودر پر جمپر تراسن

लोभइ ओढ़न लोभइ डासन ;
शिश्नोदर पर जमपुर त्रासन ।

مطلب - لالچ ہی ان کا اوڑھنا اور لالچ ہی ان بچھونا ہے (اٹھتے بیٹھتے ہر وقت لالچ میں پھنسے رہتے ہیں وہ خواہشات نفسانی اور پیٹ ہی کے دھندے میں لگے رہتے ہیں (ایسے لوگوں سے) دوزخ بھی پناہ مانگتا ہے

کاھو کی جو سنہین بڑائی
سوانس لینھہ جن جوڑی آئی

काहू की जो सुनहिं बड़ाई ;
श्वास लेहिं जनु जूड़ी आई ।

مطلب - جو کسی کی کہیں پر تعریف سنتے ہیں تو ایسی گہری سانس لیتے ہیں جیسے لرزہ کا بخار چڑھا ہو

جب کاھو کی دیکھین بپتی
سکھی بھئے مانو جگ نرپتی

जब काहू की देखहिं बिपती ;
सुखी भये मानों जग नृपती ।

مطلب – جب کسی کو تکلیف میں دیکھتے ہیں تو ایسے خوش ہوتے ہیں گویا دنیا کی بادشاہت مل گئی

مات پتا گرو بپر نہ جانیں
آپ گئے ارگھالیں آنیں

मातु पिता गुरु विप्र न जानैं ;
आप गये अरु घालैं आनै ।

مطلب – ماں باپ – استاد – مذہبی پیشوا کسی کو بھی نہیں مانتے – خود تو خراب ہوتے ہی ہیں لیکن دوسروں کو بھی بری راہ پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں

کریں موہ بس دروہ پراوا
سنت سنگ ہری کتھا نہ بھاوا

करैं मोहवश द्रोह परावा ;
संत-संग हरि-कथा न भावा ।

مطلب – دنیوی محبت میں پھنسکر دوسرون کی برائی کرتے ہیں – بزرگون کی صحبت اور خدا کا ذکر ان کو اچھا نہیں لگتا

باب دوم

اس باب میں مندرجۂ ذیل مشاہیر شعرا کا کلام ہے:—

خسرو

سلطان الشعرا حضرت امیر خسرو رح سنہ ۱۲۵۳ع میں پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے یہ ہندوستان کے نہایت مشہور صوفی شعرا میں سے تھے - ان کی پہیلیاں - دوسخنے - دوھے وغیرہ بہت مشہور ہیں - انہوں نے راگ راگنیاں ایجاد کیں - ستار بنایا - فن موسیقی میں بھی آپ کو اچھا دخل تھا - اردو زبان کی اصل بنا آپ ہی کی ڈالی ہوئی ہے - سنہ ۱۳۲۵ع میں انتقال فرمایا

کبیر

ان کی پیدائش قریباً سنہ ۱۵۱۲ع میں ہوئی - یہ پیدائشی مسلمان نہیں تھے - بلکہ صرف مسلمان والدین کی گود میں پرورش پائی اور ہندوؤں کے گرو اور مسلمانوں کے پیر کہلائے - ان کے پیروؤں کی تعداد اسوقت بھی ہندوستان میں تیس

چالیس لاکھ سے کم نہ ہو گی - بہت سے لوگ ہندی شاعری میں ان کو سب سے بڑا شاعر مانتے ہیں - ہندوستان کے مایۂ ناز شاعر سروابندر ناتھہ ٹیگور کی نظروں میں بھی ان کا مرتبہ بہت بلند ہے - کبیر صاحب کی نظموں کا بھی سروابندر ناتھہ ٹیگور نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور یہ مقبولیت ہندی کے بہت کم شعرا کو نصیب ہوئی ہے - ان کا کلام روحانیت سے لبریز ہے

کبیر صاحب کی موت کا افسانہ بھی نہایت دلچسپ ہے کہتے ہیں کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی لاش کے متعلق ہندو اور مسلمانوں میں جھگڑا ہونے لگا ہندو کہتے تھے کہ ہم انکو جلائینگے اور مسلماں کہتے تھے کہ ہم انہیں دفن کرینگے آخر جب چادر اٹھائی گئی تو لاش غائب تھی صرف چند پھول پڑے تھے جن کو فریقین نے آپسمیں تقسیم کر لیا - "بیجگ" اور "ساکھی" ان کی خاص تصنیف ہیں

سور داس

بھگت سور داس سنہ ۱۴۸۴ع میں دلی کے قریب سیہی قصبہ کے ایک غریب برھمن خاندان میں پیدا ہوئے - ابتدا میں ان کا نام شور چند تھا لیکن آخر میں یہی "شور" - "سور"

بن کر کور باطنوں کیلئے شمع هدایت ثابت هوا - وہ سن شعور تک پہنچتے پہنچتے نابینا هو گئے تھے - اور سری کرشن جی کے مخلص پجاریوں میں سے تھے - چنانچہ انہوں نے اپنی ساری عمر بھگتی هی میں گذار دی - ان کا کلام برج بھاشا میں ھے - مصنف هندی ' نورتن ' نے ان کو هندی شاعری میں دوسرا نمبر دیا ھے فطرت نگار تلسی کا نمبر اول ھے بقول منشی منظور الحق اعظمگدھی هندی شاعری میں بھگت سور داس، کا وهی مرتبہ ھے جو اردو مین میر تقی کو نصیب ھے - غالب نے میر کے متعلق لکھا ھے کہ

غالب اپنا یہ مقولہ ھے بقول ناسخ
آپ بے بہرہ ھے جو معتقد میر نہیں

بھگت سورداس جی کے متعلق بھی کسی هندی شاعر کا قول ھے

تتو تتو سورا کہی - تلسی کہی انوتھہ
بچی کھچی کبیرا کہی اور کہی سب جھوتھہ

तत्त्व तत्त्व सूरा कही तुलसी कही अनूठ ;
बचो खुचो कबिरा कही और कही सब झूठ ।

(شاعری کا جوہر سور داس نے حاصل کیا - تلسی داس کے حصہ میں ندرت اور جدت طرازی آئی اور جو کچھ ان دونوں سے بچ گیا وہ کبیر نے پایا (ان کے علاوہ) اوروں کی شاعری شاعری نہیں بلکہ بکواس ہے - سور داس جی کی بہترین یادگار 'سورساگر' ہے

میرا بائی

راٹھور خاندان سے تھی اور اودے پور کے راجہ بھوج راج کے ساتھ بیاہی ہوئی تھی - شوہر کے انتقال کے بعد یہ سری کرشن جی کی بھگتی میں راج دربار کو تیاگ کر دوارکا پہنچی اور وہیں سنہ ۱۶۳۳ع میں انتقال کیا - میرابائی کے بھجن زیادہ تر کرشن جی کی محبت میں ڈوبے ہوتے تھے - طبیعت شاعرانہ پائی تھی اور ساتھ ہی گانے کا بھی شوق تھا - بسا اوقات پوجا کرتے کرتے بیخودی کے عالم میں کرشن جی کی مورت کے گرد رقص کرنے لگتی اور پھر اُسے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہتا - میرابائی کا کلام فراق کی تڑپ - وصل کی تمنا - عاقبت کے خوف اور کرشن جی کی تعریف کا بے نظیر مرقع ہے - چونکہ عورت کا دل عشق و محبت کا خزانہ ہے اس لئے میرابائی کے کلام میں درد بہت ہے

کیشو داس

بھاشا شاعری کے مسلم الثبوت استادوں میں بقول مصنف "نورتن" تلسی داس اور سور داس کے بعد کیشو کا درجہ ہے۔ قادر الکلام کیشو اندازۃً سنہ ۱۵۵۲ع میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام کاشی ناتھ اور وطن اورچھا (بندیلکھنڈ) ہے جذبات کے لحاظ سے تلسی اور کیشو دونوں برابر ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ تلسی بھگت بھی تھے اور یہ صرف شاعر۔ تلسی میں آمد ہے تو ان کے کلام میں آورد۔ کیشو کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کلام میں بلاغت و اغلاق اسقدر ہے کہ اسکو عام فہم کیا خاص فہم بھی نہیں کہہ سکتے۔ ذرا رنگین طبع واقع ہوئے تھے بڑھاپے میں بھی ان کی زندہ دلی باقی رہی۔ ایک موقع پر اپنے سفید بالوں پر یوں افسوس کرتے ہیں

کیشو کیس اس کری جس اری ہوں نہ کرھین
چندر بدن مرگ لوچنی "بابا" کہ کہ جائین

केसव केसन अस करी जस अरिहू न कराहिं ;
चंद्रवदनि मृगलोचनी "बाबा" कहि कहि जाहिं ।

" ہمارے بالوں نے اے کیشو ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے

جیسا دشمن بھی نہیں کرتے ہیں (کیا یہ قابل برداشت بات ہے کہ) چاند کا سا چہرہ اور ہرن کی سی آنکھیں رکھنے والی حسین عورتیں ہمکو "بابا" کہہ کہہ کر چلی جاتی ہیں

آپ کی تصنیفات میں "کوی پریا" "رام چندرکا" "نورس برتن" اور "بگیان گیتا" زیادہ مشہور ہیں - کیشو نے سنہ ۱۷۸۴ع میں انتقال کیا

رحیم

نواب عبدالرحیم خانخاناں سنہ ۱۵۵۳ع میں پیدا ہوئے - یہ اکبر کے اتالیق اعظم بیرم خاں کے لڑکے اور اکبری دربار کے نورتنوں میں سے تھے - یہ فارسی - عربی - سنسکرت اور ہندی کے زبردست عالم تھے - انھوں نے برج بھاشا - کھڑی بولی اور پوربی بھاکا میں شاعری کی ہے - رحیم اور رحمن تخلص کرتے تھے مسلمانوں میں رحیم ہندی کے سب سے زبردست شاعر ہوئے ہیں - مسلمانوں میں ان کے مقابلہ کے صرف رس خان - رس لین اور شیخ عالم شاعر لائے جاسکتے ہیں - ہندو محققین کی رائے میں ملک محمد جائسی مولف پدماوت ان کی ٹکر کے نہیں تھے - آپ کی ہندی تصنیفات میں "رحیم سنت سئی"

"بروے نائکہ بھید" "رس پنچادھیائی" اور "سنگار سورٹھا" ہیں

مبارک

سید مبارک علی بلگرامی کی تاریخ پیدائش سنہ ۱۵۸۳ع ہے یہ عربی فارسی اور سنسکرت کے زبردست عالم تھے - ہندی میں ان کی دوکتابیں "الک شتک" اور "تل شتک" شائع ہو چکی ہیں- اول الذکر میں زلف و گیسو کی تعریف میں دوھے ہیں اور آخر الذکر میں صرف "تل" پر دوھے ہیں

بہاری

عاشق مزاج بہاری قوم کے برھمن اور متھرا کے رہنے والے تھے-ان کی تاریخ پیدائش یا وفات کا پتہ نہیں چلا-بس اتنا معلوم ہوسکا ہے-کہ بہاری نے سنہ ۱۶۶۳ع میں اپنی ایک کتاب "ست سئی" ختم کی-جس کے صلہ میں مہاراجہ جے پور نے ن کو سات سو اشرفیاں انعام میں دی تھیں - یہ بھی ہندی کے "نورتن" میں سے ہیں-اردو شاعری سے ملتا جلتا بہاری ہی کا کلام ہے- اسی وجہ سے یہ اردو دنیا میں زیادہ مقبول ہیں- ان کی نازک خیالی مشہور ہے

متی رام

"برج بھاشا کی شاعری کا پورا پورا لطف اٹھانا ہو تو متی رام اور دیودت کی شاعری کا مطالعہ کیجئے - زبان کے لحاظ سے ان کا کلام بے عیب ہے"

متی رام کے کلام میں تشبیہات اور جذبات کے اعلیٰ نمونے نظر آتے ہیں - دوھے بہترین ہیں - لیکن ان کا نمبر بہاری لال کے دوھوں کے بعد ہے

پنڈت متی رام قوم کے تیواری برھمن تھے - سنہ ۱۶۱۷ ع میں تکواں ضلع کانپور میں پیدا ہوئے ان کے دو بھائی "چنتامن" اور "بھوشن" بھی زبردست هندی کے شاعر ہوئے ہیں - 'للت رام' 'دھاتھہ سار' 'رس راج' 'اور چھند سار نیگل' آپ کی تصنیفات میں سے ہیں - سنہ ۱۶۹۴ ع میں انتقال ہوا

رحمت

سید رحمت اله بھی قصبۂ بلگرام کے رهنے والے تھے شاہزادہ شجاع ابن شاہ جہان کے مدح سرا اور مشہور هندی شاعر چنتا منی کے همعصر تھے - ان کے دوھوں میں اردو فارسی کی طرح تشبیہات استعمال کئے گئے ہیں

عبدالرحمن

یہ شہنشاہ عالمگیر رح کے لڑکے محمد معظم بہادر شاہ کے منصب دار تھے ان کی ایک کتاب "یمک شتک" ہے جس میں ۱۰۷ دوھے ھیں - ان کا کلام بھی بہت مشکل ہوتا ہے

رس لین

یہ ہندوستان کے قابل فخر ادیب میر عبدالجلیل بلگرامی کے بھانجے تھے - ان کا پورا نام سید غلام نبی بلگرامی ہے - یہ ہندی کی دو قابل قدر کتابوں (۱) 'انگ درپن' (سراپا) اور (۲) 'رس پربودھ' کے مصنف ھیں - 'انگ درپن' سنہ ۱۷۰۱ع میں تکمیل کو پہنچی اس میں ۱۷۷ دوھے ھیں - 'رس پربودھ' اس سے بھی بڑی کتاب ہے اس میں ۱۱۵۵ دوھے ھیں - یہ کتاب سنہ ۱۷۳۱ع میں ختم ہوئی - میر غلام نبی - 'رس لین' کے متعلق 'پشپا نجلی' کا مصنف لکھتا ہے کہ 'رس لین' نے مسلمان ہو نے کے باوجود برج بھاشا نہایت عمدہ لکھی ہے اور اس میں فارسی کے الفاظ نہیں آنے پائے " ان کے دوھے بہت دلگداز ہوتے ھیں

پیمی یا پریمی

سید برکت اله بلگرامی 'پریم پرکاش' کے مصنف ہیں جو دوھوں ـ کبتوں اور دھر پدوں وغیرہ پر مشتمل ہے

ان کے علاوہ بھی اس باب میں مختلف شعرا کا کلام ہے لیکن ان کے حالات زندگی یا ناموں کا پتہ نہیں چلا

یہ باب پانچ حصوں میں منقسم ہے:—

(۱) فلسفہ زندگی ـ دنیا کی بے ثباتی اور عبرت انگیزی

(۲) حسن و عشق

(۳) فلسفہ اخلاق و حسن معاشرت

(۴) مذمت اہل دنیا

(۵) تصوف - معرفت - حقیقت

فلسفۂ زندگی - دنیا کی بے ثباتی اور عبرت انگیزی

موئے کو کیا روئے جو اپنے گھر جائے
روئے بندیوان کو جو ھاتے ھات بکائے
(کبیر)

मूये को क्या रोइये जो अपने घर जाय;
रोइये बंदीवान को जो हाटै हाट बिकाय।

بندیوان - قیدی

مطلب - مرے ھوئے پر کیا روتا ھے وہ تو اپنے گھر جا رھا ھے (جہاں سے روح آئی تھی وھاں چلی گئی اس میں رونے کی کونسی بات ھے) ھاں اس قیدی پر ضرور آنسو بہا (جو قید ھستی میں ھے اور) دنیا کے بازار میں مارا مارا پھر رھا ھے - (مایا کے جال میں پھنسا ھوا ھے)

چلتی چکی دیکھکر دیا کبیرا روئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رھا نہ کوئے
(کبیر)

चलती चक्की देखकर दिया कबीरा रोय;
दो पाटन के बीच में साबत रहा न कोय।

مطلب – چلتی ہوئی چکی کو دیکھکر کبیر رو پڑا – دو پاٹون کے درمیان کوئی سلامت نہیں بچتا – (آسمان و زمین گردش میں ہیں جس طرح چکی کے درمیان کوئی سلامت نہیں رہتا اسی طرح آسمان و زمین کی گردش ہر شے کو جو ان دونو کے درمیان ہے پیس کر فنا کر دیتی ہے)

کال کرے سو آج کر – اج کرے سو اب
پل میں پرلے ہوئیگی پھیر کرے گا کب (کبیر)

काल करे सो आज कर आज करे सो अब ;
पल में परलय होयगी फेर करेगा कब ।

مطلب – جو کچھ تجھے کل کرنا ہے اسے آج کرپے اور جو آج کرنا ہے اسے ابھی کرپے – گھڑی بھر میں قیامت آجائے گی پھر کب کام ختم کرے گا ؟ (آج کا کام کل پر نہ اٹھا–وقت بہت تیزی کے ساتھ گذر رہا ہے – کیا معلوم کب قیامت آ جائے) – اسی خیال کو کبیر یوں ادا کرتے ہیں:—

کال کرے سو آج کر آج–ہے تیرے ہاتھ
کال کال تو کیا کرے کال ہے کال کے ساتھ

काल करे सो आज कर आज है तेरे हाथ ;
काल काल तू क्या करे काल है काल के साथ ।

کال - کل - موت

مطلب - کل کا کام آج ھی کریے کیونکہ یہ تیرے اختیار میں ھے - کل کل تو کیا کر رھا ھے کل تو موت کے ھاتھہ میں ھے (آج تو زندہ ھے ممکن ھے کہ کل تجھکو موت آجائے اس لئے جو کچھہ کرنا ھے آج ھی کریے) - "کار امروز بفردا مگذار"

چھوں دس تھاڑے سورما ھاتھہ لئے ھتیار
سب جیون کے دیکھتے کال لے گیا مار (کبیر)

चहुँ दिशि ठाढ़े सूरमा हाथ लिए हथियार ;
सब जीवन के देखते काल ले गया मार ।

مطلب - چارون طرف بہادر سپاھی ھاتھہ میں تلوار لئے کھڑے تھے سب لوگوں کے دیکھتے ھی دیکھتے موت کا فرشتہ آیا اور روح قبض کرلے گیا (انسان چاھے ھزاروں پردون میں کیون نہ رھے-اپنی جان کی کتنی ھی حفاظت کیون نہ کرے - مگر جب موت کا فرشتہ آتا ھے تو پھر کچھہ بس نہیں چلتا - راجہ ھو یا مہا راجہ موت کے ھاتھہ سے کوئی نہیں بچا اور نہ بچے گا)

"جایا" "جایا" سب کہیں "آیا" کھے نہ کوئے
جایا نام جنم کا رھن کہاں سے ھوئے (کبیر)

"जाया" "जाया" सब कहैं "आया" कहै न कोय ;
जाया नाम जन्म का रहन कहाँ से होय ।

مطلب - (جب بچہ پیدا ہوتا ھے) تو سب لوگ ''جایا'' ''جایا'' (جنا جنا) کہتے ھیں مگر ''آیا'' کوئی نہیں کہتا - جب ''جایا'' پیدائشی نام ھے تو پھر (اس دنیا میں) قیام کیسے ہو - ''جایا'' اور ''آیا'' دو لفظوں سے کبیر نے زندگی کا فلسفہ سمجھایا ھے

دیہہ کھیہ ھوجائے گی - پھر کون کھے گا دیہہ
نشچے کر اُپکار ھی - جیون کا پھل ایہہ (کبیر)

देह खेह हो जायगी फिर कौन कहेगा देह ;
निश्चय कर उपकार ही जीवन का फल एह ।

نشچے - ضرور اُپکار - بھلائی

مطلب - جسم خاک میں مل جائے گا پھر اسوقت کون اسکو جسم کھے گا - تجھکو بھلائی کرنی لازم ھے کہ زندگی کا یہی اصلی مقصد ھے - (جب تک جان ھے تو اسی وقت تک کوئی بھلائی کا کام کر سکتا ھے مرنے کے بعد جسم خاک میں مل کر مٹی ھو جائے گا اور بیکار - زندگی ھی میں جسم سے کام لے سکتا ھے پھر نہیں)

آج کال کے بیچ میں - جنگل ہو گا باس (کبیر)
اورے اورے ہل چلیں - ڈھور چرینگے گھاس

आज काल के बीच में जंगल होगा वास;
ओरे ओरे हल चलैं ढोर चरेंगे घास।

مطلب - آج کل ہی کے اندر (ہم مر جائینگے اور) جنگل میں اپنا ٹھکانا ہوگا (قبر) کے ادھر ادھر ہل چلینگے اور (گورستان) کی گھاس ڈھور ڈنگر چرینگے - کتنا عبرت خیز دوہا ہے؟

پانی کیرا بلبلا اس مانس کی ذات (کبیر)
دیکھت ہی چھپ جائینگے جیوں تارا پربھات

पानी केरा बुलबुला इस मानुष की जात;
देखत ही छिप जायँगे ज्यों तारा परभात।

مطلب - انسان کیا ہے؟ ع گویا اک بلبلہ ہے پانی کا - ہم دیکھتے ہی دیکھتے اس طرح سے فنا ہو جائینگے - جس طرح صبح کا تارا - سبحان اللہ - اس سے بہتر تشریح فلسفہ زندگی کی نہیں ہوسکتی ایک اردو شاعر نے بھی اسی مضمون کو مختصراً لکھا ہے کہ

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا آدمی بلبلا ہے پانی کا

رات گنوائی سوئے کے- دوس گنوایو کھائے
هیرا جنم امول تھا-کوڑی بدلے جائے
(کبیر)

रात गँवाई सोयके दिवस गँवाया खाय;
हीरा जन्म अमोल था कौड़ी बदले जाय।

مطلب - رات سونے میں کھوئی اور دن کھانے میں ضائع کیا زندگی کا هیرا انمول تھا (افسوس) کوڑیوں میں جا رها هے- (وہ زندگی جس سے هم دنیا کا بہت سا بھلائی کا کام کرسکتے تھے عیش و عشرت اور کھانے پینے هی میں گنوادی - خدا کو یاد نہ کیا کوئی اچھا کام نہ کیا - زندگی اکارت هوئی)

آج کھے میں کال بھجوں گا کال کھے پھر کال
آج کال کے کرت هی اوسر جاسی چال
(کبیر)

आज कहे मैं काल भजूँगा काल कहे फिर काल;
आज काल के करत ही औसर जासी चाल।

مطلب - آج کہتا هے کہ میں کل خدا کو یاد کرونگا - جب کل آتا هے تو پھر کل پرٹال دیتا هے - اسی طرح آج کل آج کل کرتے کرتے (موت آ جاتی هے) اور موقع نکل جاتا هے (عبادت کرنا هے تو کرلے زندگی کا کچھہ اعتبار نہیں)

ہم جانے تھے پائیں گے بہت زمیں بہو مال
جیون کا تیوں سب رہ گیا پکڑ لے گیا کال
(کبیر)

हम जाने थे पायँगे बहुत ज़मीं बहु माल;
ज्यों का त्यों सब रह गया पकड़ ले गया काल।

مطلب - ہم اس گمان میں تھے کہ بہت جائداد اور دولت پیدا کر کے خوب مزے اُڑائینگے - (لیکن دل کی حسرت دل ھی میں رہ گئی) موت کا فرشتہ آکر ھمکو پکڑ لے گیا اور سب مال اسی طرح پڑا رہ گیا

تو مت جانے باورے - میرا ھے سب کوئے
پنڈ پران سے بندہ رھا - سو نہیں اپنا ھوئے
(کبیر)

तूं मत जाने बावरे मेरा है सब कोय;
पिंड प्राण से बँध रहा सो नहिं अपना होय।

مطلب - نادان تو اس گمان میں نہ رہ کہ سب دوست اپنے ھیں - جان جو جسم سے بندھی ھوئی ھے - وہ بھی تو اپنی نہیں ھوتی (اس دنیائے فانی میں کوئی اپنا نہیں ھے جان ایسی چیز تک تو ساتھہ چھوڑ دیتی ھے - پھر اور کسی کا کیا اعتبار؟)

ایک دن ایسا ہوئے گا سب سے پڑے بچھوئے
راجا - رانا - راؤ - رنک - سادہ کیوں نہ ہوئے (کبیر)

एक दिन ऐसा होयगा सबसे पड़ै बिछोय;
राजा राना राउ रंक साधू क्यों नहिं होय।

مطلب - راجہ - رانا - سردار - غریب - سادھو کوئی کیوں نہ ہو ہر شخص کو ایک دن اس دنیا کو چھوڑ دینا پڑے گا (اس دنیائے فانی میں کسی کو قیام نہیں)

ماٹی کہے کمہار سے تو کیا روندے مو ہے
ایک دن ایسا ہوئے گا میں روندونگی تو ہے (کبیر

माटी कहै कुम्हार से तू क्या रौंदै मोहिं;
एक दिन ऐसा होयगा मैं रौंदौंगी तोहि।

مطلب - مٹی کمہار سے کہتی ہے کہ تو مجھے کیا روند رہا ہے ایک دن وہ بھی آئے گا (کہ تو مر کر پیوند زمین ہوگا) اور میں تجھے روندونگی - (اے خاک کے پتلے تو زمین پر نخوت کے مارے کیوں پاؤں پٹک کر چلتا ہے - آخر ایک دن تو اُسی خاک میں ملنا ہے جس پر تو آج پاؤں مار رہا ہے) - عمر خیام اسی فلسفہ کو یوں پیش کرتا ہے

این کوزه گران که دست در گل دارند
عقل و خرد و هوش بران بگمارند
مشت ولکد و طماچه تاچند زنند
خاکے بدهان شان چه می پندارند

(یه کوزہ بنانے والے (کمہار) جن کے ہاتھہ مٹی گارے میں بھرے ہوئے ہیں اور اسي پر اپنی عقل و خرد اور ہوش کو لگائے ہوئے ہیں - یہ کب تک اس پر مکے - لات اور طماچے مارتے رہینگے - ان کے منھہ میں خاک ! وہ اس (مٹی) کو کیا سمجھتے ہیں ؟ (یہ مٹی بڑے بڑے جلیل‌القدر لوگوں کی خاک ہے اُن کو اُسکی توقیر کرنا چاہیئے نہ کہ تذلیل)

کبیر و عمرخیام کا فلسفہ ایک ہی ہے صرف الفاظ کا فرق ہے

مالی آوت دیکھکر کلیان کرین پکار
پھولی پھولی چن لئے کال ہماری بار
(کبیر)

मालो आवत देखकर कलियाँ करैं पुकार;
फूली फूलो चुनि लिए काल हमारो बार।

مطلب - مالي کو آتے دیکھکر سب کلیان چیخ اٹھین کہ

شگفتہ کلیاں تو چن لی گئیں - کل ہماری باری ہے - (جہاں باغ میں کوئی پھول کھلا اور وہ توڑ لیا گیا کلیاں کھلیں اور فوراً شاخ سے جدا کرلی گئیں - یہی حال انسان کا ہے جب اُس کے پھولنے پھلنے کے دن ہوئے اور وہ باغ ہستی سے رخصت ہوا)

جو اوگے سو ڈوبے-پھولے سو کمھلائے
جو چنے سو ڈہ پڑے-جامے سو مرجھائے
(کبیر)

जो ऊगै सो डूबै फूलै सो कुम्हिलाय ;
जो चुनै मो ढहि पड़ै जामै सो मुरझाय ।

اوگنا - غوطہ مارنا - نہانا ڈہ پڑنا - مسمار ہونا - گرنا

مطلب جو (ندی میں) نہاتا ہے وہی ڈوبتا ہے - جو پھولتا ہے وہ کمھلا تا ہے جو مکان تعمیر ہوتا ہے وہ گرتا ہے جو زمین سے اُگتا ہے وہ (آخرکار) مرجھا تا ہے) دنیا کی ہر چیز کو آخر میں فنا ہے جو چیز یہاں آئی ہے اسکو یہاں سے جانا بھی پڑے گا)

کبیرا رسری پانوں میں کیا سوئے سکھ چین
سانس نقارہ کوچ کا باجت ہے دن رین
(کبیر)

कबिरा रसरी पाँव में क्या सोये सुख चैन ;
साँस नकारा कूच का बाजत है दिन रैन ।

مطلب - اے کبیر پاؤں میں تو (دنیاوی تفکرات کی) زنجیر پڑی ہوئی ہے اور دن رات کوس رحلت بج رہا ہے (ایسی حالت میں دنیا میں) آرام سے کوئی کیسے سو سکتا ہے ؟

اُڑیہوں کھل ہے کمل جب نش بیتے پربھات
یوں سوچت الی کوش گت توریہو کری جل جات

उड़िहौं खिलि है कमल जब निशि बीते परभात ;
यों सोचत अलि कोश गत तोरेहु करि जलजात ।

نش - رات پربھات - سویرا الی - بھونرا کوش - کنول جب بند ہو جاتا تو اس کا اندرونی حصہ - جائے پناہ کری - ہاتھی

ایک بھونرا کنول پر بیٹھا ہوا تمام دن رس چوستا رہا رات ہوتے ہی (جیسا کہ مشہور ہے) کنول بند ہو گیا اور بھونرا بھی اپنی بے خبری سے اسی کے اندر رہ گیا اس کو اڑنے کا موقع نہ ملا اب مطلب صاف ہو جاتا ہے یعنی

مطلب - (بھونرا اپنے دل کو تسلی دیتا ہوا کہتا تھا کہ) جب رات گذر جائے گی اور سویرا ہو گا تو کنول کھلے گا اور میں اُڑ جاؤنگا بھونرا پھول کے بندھن (اندر) میں یہی سوچ رہا تھا کہ ایک ھاتھی پانی سے گذرا اور اس نے (کنول کو) توڑ کے پھینک دیا (اور بھونرا کنول کے اندر ھی بند رہ گیا)- آہ! کتنا عبرت انگیز اور پراثر دوھا ھے - یہی وہ شاعری ھے جس پر ھندی زبان بجا طور سے ناز کرسکتی ھے - یہی حال دنیا کا ھے انسان یہ جانتا ھے کہ دنیا قیدخانہ ھے اس میں ھر طرح کی مصیبتیں ھیں - پھر بھی وہ مایا کے جال میں پھنس جاتا ھے اور اس وقت فریاد کرتا ھے بدقسمتی کی شکایت کرتا ھے لیکن بے سود یہان تک کہ موت کا فرشتہ آجاتا ھے اور اس کے سب ارمان دل کے دل ھی میں رہ جاتے ھیں

کو چھٹیو ھے جال پڑ مت کرنگ اکلاے
حیون جیون سرجھہ بھجیو ھیں تیو ں تیوں اُرجھت جاے

को छूट्यो है जाल पड़ि मत कुरंग अकुलाय;
ज्यों ज्यों सुरझ भज्यो चहै त्यों त्यों उरझत जाय।

کرنگ - ھرن اکلاے - بیکل ھونا - تڑپنا

مطلب - جال میں پھنس کر کون چھوٹتا ھے (کوئی نہیں)
اے ھرن! تو نہ تڑپ - کیونکہ جتنا تو سلجھانے کی کوشش کرے گا
اتناھی (جال کا پھندا) اور الجھتا جائے گا

اگر ایک دفعہ انسان مایا کے جال میں پھنس جا تا ھے
تو اس کا نکلنا بہت مشکل ھو جاتا ھے

مایا چھایا ایک سی برلا جانے کوے
بھگتا کے پاچھے لگے سنمکھہ بھاگے سوے
(کبیر)

माया छाया एक सी बिरला जाने कोय ;
भगता के पाछे लगे सन्मुख भागे सोय ।

مایا - دنیا - خواھشات نفسانی - حرص و ھوا - نفس امارہ

مطلب - "مایا" اور سایہ کا ایک ھی خواص ھے (لیکن)
شاید ھی کوئی اس بھید سے واقف ھوتا ھے - جو لوگ ان دونوں سے
بھاگتے ھیں یہ اُن کے پیچھے لگ جاتے ھیں اور جو ان کا
سامنا کر کے اونکو پکڑنا چاھتے ھیں - ان کے آگے آگے یہ بھاگتے
جاتے ھیں اور ھاتھہ نہیں آتے (جس طرح سے ھر بھاگنے والے کے
پیچھے سایہ لگا رھتا ھے اور اگر کوئی اسکو سامنے سے پکڑنا
چاھتا ھے تو یہ (سایہ) اور آگے کو بڑھتا جاتا ھے اور ھاتھہ

نهیں آتا اسی طرح مایا کا حال ہے یہ سایہ کی طرح انسان کے
پیچھے لگی رہتی ہے - اگر ریاضت یا عبادت سے مقابلہ کر کے
کوئی اس کو بھگانا چاہتا ہے تو بظاہر یہ بھاگ تو ضرور جائیگی
لیکن سایہ کی طرح ہمیشہ مقابلہ میں سامنے رہیگی - اگر
انسان نے غافل ہوکر اسکی طرف سے منھہ موڑا تو یہ پھر
اس کے پیچھے لگ جائیگی) سبحان الله کتنا پاکیزہ کلام ہے

مایا کیا ہے خود اپنی خواہش ہے لڑکا پیدا ہوتا ہے - اور
پھر تھوڑے دنوں کے بعد مر جاتا ہے ہم نے رو پیٹ کر اس کا
مرثیہ پڑھا اور پھر وہی اولاد کی چاہ - پھر وہی خواہش یہی
مایا ہے - دم لبوں پر ہے مگر پھر بھی یہ خیال ہے کہ
اگر کچھہ دن اور زندہ رہتے تو یہ کرتے وہ کرتے - اگر اب کی
بچ گئے تو یہ کرینگے وہ کرینگے - یہی خواہش یہی خیال
"مایا" ہے - اس سے زیادہ اس کی تعریف نہیں ہوسکتی - مایا کا
جال ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے ہر شخص اس سے پریشان ہے
پھر بھی کوئی اصلی معنے میں اس پریشانی کو دور نہیں
کرنا چاہتا

مایا تو ٹھگنی بھئی - ٹھگت پھرے سب دیش
جا ٹھگ نے ٹھگنی ٹھگی - تا ٹھگ کو آدیش (کبیر)

माया तो ठगिनी भई ठगत फिरै सब देश ;
जा ठग ने ठगिनी ठगो ता ठग को आदेश ।

مطلب - مایا تو ٹھگنی ھے تمام دنیا کو ٹھگتی پھرتی ھے (ھاں) جس ٹھگ (ھوشیار) نے اس ٹھگنی کو دھوکا دیا (اس کے قبضہ میں نہ آیا) وہ بیشک قابل تعریف ھے

مایا من کی موھنی - سر نر رھے لبھائے
مایا سب کو کھات ھے - مایا کوئی نہ کھائے
(کبیر)

माया मन की मोहनी सुर नर रहे लुभाय ;
माया सबको खात है माया कोइ न खाय ।

مطلب - مایا دل کو لبھانے والی ھے کوئی دیوتا ھو یا مرد سب کو لبھاتی ھے (سب خواھشات نفسانی کے غلام ھوتے ھیں) مایا سب کو کھاتی ھے (سب اسی کی فکر میں مرے جاتے ھیں) لیکن مایا کو کوئی نہیں کھاتا (نفس امارہ کو کوئی نہیں مارتا)

چلنا ھے رھنا نہیں چلنا بسوے بیس
سہجو تنک سہاگ پر کیا گندھوائے سیس
(سہجوبائی)

चलना है रहना नहीं चलना बिस्वा बीस ;
सहजो तनिक सुहाग पर क्या गुँधवाए सीस ।

یہ دوھا دھلی کے ایک مشہور بھگت چرن داس کی چیلی سہجو بائی کا ھے افسوس ھے کہ اس سے زیادہ اور کچھ حال نہیں معلوم ھوسکا

مطلب - یہاں قیام نہیں بلکہ جانا ھے اور ضرور جانا پڑے گا پس تھوڑے دنوں کے سہاگ کیلئے بال گندھوانے سے کیا فائدہ ھے (اس دنیائے فانی سے ایک دن ضرور گذرنا ھے تھوڑے دن کیلئے دنیاوی زینت سے کیا حاصل ھوگا ؟)

حسن و عشق

نینا تم کو اس کے کو چوں چور چور ہوئے جاؤ
کاھو دیکھے جرمرو - کاھو دیکھه جڑاؤ (بہاری)

नैना तुमको असके कोचूँ, चूर-चूर ह्वै जाव ;
काहू देखे जरि मरौ, काहू देखि जुड़ाव।

نینا - آنکھه - اس - اس طرح - اس قدر - کاھو - کسی کو
جرمرو - جل مرو

یه دوھا ملک‌الشعرا - عاشق مزاج بہاری لال کا کہاجاتا ھے
لیکن مجھے بہاری مست نئی میں یه دوھا نہیں ملا -

مطلب - اے آنکھه تجھے اس قدر کوچوں که تو چور چور
ھو جائے (کیونکه) کسی کی صورت دیکھکر تو جل مرتی ھے
(اور) کسی کو دیکھکر تیرا کلیجه ٹھنڈا ھو جاتا ھے یعني تو جسے
پیار کرتی ھے اسکو دیکھکر خوش ھوتی ھے لیکن جس سے
نفرت کرتی ھے اسکو دیکھتے ھی جل مرتی ھے

آنکھوں کے ان دو متضاد اثر کو ایک ھی دوھے میں
بہاری نے کس خوبی سے نظم کیا ھے

ساجے موہن موہ کو موہی کرت کوچین
کا کروں الٹے پڑے ٹونے لونے نین
(بہاری)

साजे मोहन मोह कौं, मोही करत कुचैन ;
कहा करौं उलटे पड़े, टोने लोने नैन ।

ساجے – سنگار موہ – لبھانا کوچین – بے چین ٹونے – جادو لونے – زخمی

(ایک سندری نے آنکھوں میں کاجل لگایا اور آئینہ کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی اور اپنی جادو بھری سرمگین آنکھوں کو دیکھکر خود عاشق ہوگئی اور کہنے لگی):—

مطلب – میں نے تو اپنے پریتم کو لبھانے کیلئے (آنکھوں میں کاجل لگایا تھا) لیکن یہ تو مجھکو ہی بے چین کئے دیتی ہیں (ہائے) اب کیا کروں؟ میری جادو بھری نگاہوں کا تو الٹا اثر ہوا (اور میں خود) زخمی ہو گئی – (جن نگاہوں کے جادو اثر تیروں سے میں نے دوسروں کا دل چھیدنا چاہا تھا ان سے آج میں خود ہی زخمی ہوگئی) – کیا اس سے بھی بڑھکر کسی کی آنکھوں کی تعریف کی جا سکتی ہے—؟

کہت سبے کوی کمل سے موست نین - پشان
نترک کت اِن بے لگت اُپجت برہ کرشان
(بہاری)

कहत सबै कवि कमल से, मो मत नैन पषानु ;
नतरक कत इन बिय लगत, उपजत बिरह-कृसानु ।

کمل ـ کنول نترک ـ نہیں تو ـ دونوں ـ کت کیون
پشان ـ پتھر کرشان ـ آگ برہ ـ فراق

یہ دوھا مہا کوی بہاری کے لاجواب دوھوں میں سے ھے
اس دوھے میں آنکھوں کی ایک عجیب و غریب تشبیہہ دی ھے

مطلب ـ شاعر کہتا ھے کہ تمام شعراء آنکھوں کو کنول سے تشبیہ دیتے ھیں (صرف تشبیہہ نہیں دیتے بلکہ بطور استعارہ کنول بھی کہتے ھیں) لیکن (میری رائے میں تو) پتھر ھیں (ان میں تمام و کمال پتھر کے خواص موجود ھیں ـ ورنہ اگر یہ سچ نہیں ھے تو یہ) آنکھیں جب آپسمیں ملتی ھیں تو ان کی رگڑ سے محبت کی آگ کیوں پیدا ھوتی ھے ؟ (کنول کے رگڑ سے تو آگ پیدا نہیں ھو سکتی) ـ سبحان الله کیا بات پیدا کی ھے ـ آنکھوں کو پتھر سے تشبیہہ دی اور ثبوت کے ساتھہ ـ نکتہ آفرینی اسی کو کہتے ھیں

پہنچت جھٹ رن سبھٹ لوں ـ روک سکے سب نانھہ
لاکھن ھوں کی بھیڑ میں آنکھہ اُھیں چل جانھہ
(بہاری)

पहुँचत डटि रन-सुभट लौं, रोकि सकैं सब नाहिं ;
लाखन हूँ की भीर में, आँख वहीं चलि जाहिं ।

رن – میدان جنگ

یہ دوھا بھی آنکھوں کی تعریف میں ھے

مطلب – (جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر) فوراً میدان جنگ میں پہنچ جاتا ھے – اسی طرح سے یہ تیر نظر بھی لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں چل جاتے ھیں کسی کے روکے نہیں رکتے (کوئی کتنی ھی احتیاط کیوں نہ کرے حسینوں کے تیر نظر کا گھائل ھو ھی جاتا ھے)

موھو سوں تج موہ درگ چلے لاگ وھی گیل
چھنک چھائے چھب گور ڈری چھلے چھبیلے چھیل

मोहूँ सों तजि मोहु दृग, चले लागि वहि गैल ;
छिनक छाइ छबि-गुरु-डरी, छले छबीले छैल ।

تج – چھوڑ درگ – آنکھیں گیل – ساتھ چھنک – دم بھر گورڈری – گر کی ڈلی چھل – ٹھگنا چھبیلے چھیل رنگیلے پریتم

یہ دوہا سری کرشن جی کی شان میں ہے - برج کی ایک گوپی کہتی ہے :—

مطلب-(ان آنکھوں کی جو بات ہے وہ نرالی ہے) مجھکو ہی چھوڑ کر میری آنکھیں ان کے (سری کرشن کے) پیچھے پیچھے چلی گئیں - دم بھر کیلئے پریم روپی مصری کی ڈلی دکھا کر رنگین ادا محبوب نے (دل تو پہلے ہی سے ان کے قبضہ میں تھا) آنکھوں کو بھی ٹھگ لیا (میری طرف تھوڑی دیر محبت بھری نظروں سے دیکھکر پیارے کرشن مراری نے میری آنکھوں کو اپنے بس میں کرلیا) - نہایت رنگین دوہا ہے

ست پٹات سی سس مکھی-مکھ گھونگھٹ پٹ ڈھانک
پاوک جھر سی جھمک کے- گئی جھروکے جھانک (بہاری)

सटपटाति-सी शशिमुखी, मुख घूँघट-पट ढाँकि ;
पावक झर-सी झमकि कै, गई झरोखे झाँकि ।

ست پٹات-لجاتی ہوئی-سہمی ہوئی سس مکھی-چندر مکھی ماہرو-پاوک جھر- آگ کی لپٹ جھمک سے-جھم سے-جلدی سے

نئی نویلی دلہن کی طرف اشارہ کرکے شاعر کہتا ہے :—

مطلب - (وہ) چندر مکھی ستپٹاتی ہوئی (شرم یا لحاظ

سے یہ سوچتی ہوئی کہ جھنکوں یا نہ جھانکوں) منھہ پر آنچل ڈال کر آگ کی لپٹ کی طرح چھک کر جلدی سے کھڑکی سے جھانک کر چلی گئی - غور فرمائیے شاعر کا خیال کہاں پہنچا ہے - دلہن کوٹھے پر تھی یکبارگی خبر ملی کہ اس کا شوہر آ گیا - محبت کی آگ نے شرم و حیا کا عارضی بندھن جلا کر خاک کردیا اور جب تک اس نے چھپ کر اپنے پیارے کو دیکھہ نہ لیا اس کو چین نہ ملا -

سوھت اوڑھے پیت پٹ - شیام سلونے گات
منو نیل منی سیل پر-آتپ پر یو پربھات (بہاری)

सोहत ओढ़े पीतु पटु, श्याम सलोने गात;
मनौ नीलमनि-शैल पर, आतपु पर्यौ प्रभात।

پیت پٹ - زرد کپڑا شیام-سانولے (سری کرشن)
پربھات - صبح

مطلب - زرد کپڑے پہنے ہوئے سانولے جسم والے (سری کرشن) کیسے خوبصورت معلوم ہوتے ہیں گویا نیلے رتن کے پہاڑ پر صبح کے وقت کی دھوپ پڑ رہی ہے (اس تشبیہہ کا لطف اٹھانے کیلئے یہاں پر یہ بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کے زہر سے سری کرشن جی کا جسم نیلا پڑ گیا تھا) اسی قسم کی ایک پہیلی بھی ہے جو مندرجہ ذیل ہے :-

شیام ورن پتمبر کاندھے - مرلی دھر نہیں ہوئے
بن مرلی وہ ناد کرت ہے - برلا بوجھے کوئے

श्याम बरन पीताम्बर काँधे, मुरलीधर नहिं होय ;
बिन मुरली वह नाद करत है, बिरला बूझै कोय ।

شیام ورن - (کالا رنگ) پتمبر کاندھے - کندھے پر پیلی رنگ کی چادر

مطلب - رنگ کالا ہے کندھے پر پیلی چادر پڑی ہوئی ہے (جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ سری کرشن کا رنگ کالا تھا اور وہ اکثر کندھے پر پیلی چادر ڈالے رہتے تھے) لیکن وہ سری کرشن نہیں ہے - بغیر بانسری کے وہ نغمہ نواز ہے شاذ ہی کوئی اس پہیلی کو بوجھے گا (بھونرا ہے)

شاعر کی جدت ملاحظہ فرمائیے کہ بھونرے کو بھگوان کرشن سے تشبیہہ دی ہے - جس کا جسم سیاہ ہوتا ہے اور پر زرد رنگ کے ہوتے ہیں اور انہی پروں کی آواز فضا میں گونجتی ہے-

کتی نہ گوکل کل بدھو کاھی نہ کن سکھہ دین
کونے تجی نہ کل گلی - ہرئیے مرلی سرلین (بہاری)

कितौ न गोकुल कुल-वधू , काहि न किन सिख दीन ;
कौने तजी न कुल गली, ह्वै मुरली-सुर लीन ।

کل - خاندان سکھہ - سکھانا - تعلیم سرلین - مست

ایک سہیلی اپنی سہیلی سے کرشن کی بانسری کی آواز کا یوں ذکر کرتی ہے:—

مطلب - (سکھی) گوکل میں اعلیٰ خاندان کی لڑکیاں ہیں- انہیں کس نے تعلیم نہیں دی (یعنی اچھی طرح سے تعلیم دی گئی ہے) لیکن کرشن کی بانسری کی دھن سنکر کس نے مست ہوکر گھر نہیں چھوڑا (یعنی مرلی کی آواز سنکر سب کی سب بے خود ہوگئی ہیں)

سکھی سوہت گوپال کے-اُرگنجن کی مال
باھر لسیت منوپئیے داوا نل کی جوال (بہاری)

सखि सोहति गोपाल के, उर गुंजन की माल ;
बाहर लसति मनो पिये, दावानल की ज्वाल ।

اُر - چھاتی گنجن - پھول مال - مالا داوانل - لکڑی کی تیز آگ.وہ آگ جو جنگل کی لکڑیوں میں لگتی ہے

یہ دوھا بھی کرشن مہاراج کے شان میں ہے-

مطلب - (اے) سکھی - کرشن کی چھاتی پر پھولوں کی مالا ایسی خوبصورت معلوم ہوتی ہے گویا تیز آگ کی لپٹ باہر نکل رہی ہے - اس کے بعد ایک سکھی رادھا اور کرشن کو ایک ساتھہ دیکھکر کہتی ہے کہ :—

نت پرتی ایکت ہی رہت - بیس ورن من ایک
چھیات جگل کشور لکھی - لوچن جگل انیک
(بہاری)

नित प्रति एकत ही रहत, बैस-बरन-मन एक;
चहियत जुगल-किसोर लखि, लोचन जुगल अनेक।

نت پرتی - ہمیشہ جگل - دو - جوڑی لکھی - دیکھنا

مطلب - رادھا کرشن ہمیشہ ساتھہ ساتھہ رہتے ہیں اسوجہ سے میں ان کے درشن اچھی طرح سے نہیں کرسکتی (کیونکہ جب دونوں سامنے ہوتے ہیں تو میری نظر بٹ جاتی ہے کچھہ کرشن کی طرف اور کچھہ رادھا کی طرف - اسوجہ سے) میری خواہش ہے کہ اس جوڑی کو دیکھنے کیلئے میری کئی آنکھیں ہوجائیں —

موہے کرت کت باوری - کئے دراؤ درین
کھے دیت رنگ رات کے - رنگ نچرت سے نین
(بہاری)

मोहिं करत कत बावरी, किए दुराव दुरैन ;
कहे देत रंग राति के , रँग-निचुरत से नैन ।

کت – کیوں باوری – پاگل - بیوقوف دراؤدرین – بہانہ بازی

مطلب –(شوهر کہیں ایک رات باہر رهتا ہے اور گھر آکر اسکی کوئی خاص وجہ نہیں بتاتا تو اسکی عورت کہتی ہے) – مجھے کیوں دیوانہ بناتے ہو – بہانہ بازی سے کام نہیں چلے گا – تمہاری لال لال آنکھیں شب گذشتہ کی ساری داستان کہہ رهی هیں

بال کہا لالی بھئی – لوین کوین مانہہ
لال تمہارے درگن کی – پڑی درگن میں چھانہہ (بہاری)

बाल कहा लाली भई, लोइन-कोइनु माँह ;
लाल तुम्हारे दृगनु की परी दृगनु में छाँह ।

بال – سری کرشن کوئیں (گوشہ چشم)

مطلب – (پہلے مصرعہ میں) سری کرشن (ایک گوپی سے) پوچھتے هیں کہ تمہاری آنکھیں لال کیوں هو رهی هیں

(گوپی دوسرے مصرعہ میں جواب دیتی ہے) پیارے اور کوئی بات نہیں ہے تمہاری لال آنکھوں کا سایہ میری آنکھوں میں پڑ رہا ہے

پیتم یہ مت جانیو توھے بچھڑت موھے چین
(نا معلوم)
گیلے بن کی لاکڑی سلگت ہوں دن رین

प्रियतम यह मत जानियो, तोहिं बिछुड़े मोहि चैन ;
गीले बन की लाकड़ी, सुलगत हूँ दिन-रैन ।

ہندی بارہ ماسے ہندوستانی عورتوں کے دلوں کا آئینہ ہیں کوئی ایسا مہینہ نہیں جس میں وہ اپنے شوہر کی جدائی کو ایک لمحہ کے واسطے پسند کرتی ہوں - ماں باپ کنیا دان کرتے ہیں اور وہ تمام عمر کے واسطے اپنے خاوند کی کنیز بن جاتی ہے اور خاوند جدائی میں اسی قسم کے دوھے اسکی زبان سے نکل جاتے ہیں وہ کہتی ہے:—

مطلب - پریتم تم یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری جدائی میں مجھے چین ملتا ہے (نہیں-نہیں-یہ بات نہیں ہے بلکہ میں تو) گیلے جنگل کی سیلی ہوئی لکڑی کی طرح (جدائی کی آگ میں) دن رات سلگتی رہتی ہوں (جس طرح گیلی لکڑی جلدی سے جل کر ختم نہیں ہو جاتی اسی طرح میں بھی برہ کی آگ میں

پھنکی جارھی ھوں-یہ بھی تو نہیں ھوتا کہ جلدی سے جان نکل جائے) انداز بیان کتنا پیارا ھے

دواؤ چاہ بھرے کچھو چاھت کہیو کہین
نہیں جاچک سن سوم لوں باھر نکست بین (بھاری)

दोऊ चाह भरे कछू, चाहत कह्यौ कहैन ;
नहिं जाचक सुनि सूम लों, बाहर निकसत बैन ।

جاچک - بھکاری - فقیر سوم - کنجوس

مطلب - دوبادۂ الفت سے سرشاد پریمی (ایک جگہ اتفاق سے مل گئے ھیں) اور کچھہ آپسمین بات چیت کرنا چاھتے ھیں (لیکن شرم و حیا نے ان کے منہہ پر قفل سکوت لگا رکھا ھے) جس طرح فقیر کی صدا سنکر کنجوس کے منہہ سے آواز نہیں نکلتی (اسی طرح دونوں پریمی کچھہ کہہ نہیں سکتے) - عجیب پر لطف تشبیہہ ھے

کا گا نین نکاس دوں-جو پیا پاس لیجائے
پہلے درس دکھائیو-پاچھے لیجئو کھائے

कागा नैन निकास दूँ, जो पिया पास ले जाय ;
पहले दरस दिखाय के, पीछे लीजो खाय ।

ایک عورت نے اپنے شوہر کو جو پردیس میں ہے بہت دنوں سے نہیں دیکھا۔ایک دن وہ جوش محبت میں کوے کو مخاطب کرکے کہنے لگی:—

مطلب – اے (گوشت خور) کوے میں اپنی دونوں آنکھیں نکال کر تجھے دیتی ہوں تو ان کو میرے پیا کے پاس لے جا (لیکن شرط یہ ہے کہ) پہلے (میری آنکھوں کو) ان کا دیدار دکھا دینا اس کے بعد کھالینا (اس طرح سے دو کام بن جائینگے تیرا بھی پیٹ بھر جائے گا اور میری آنکھیں میرے پیارے کا درشن کرلیں گی) – جوش محبت کی انتہا ہے

برہ تچے تے کچن لوں انسوا سکت نہ آئے
متی‌رام گرنتھاولی
گر اڑگن جیوں گگن تیں بیچ ہی جات بلائے

बिरह तचे तिय-कुचन लों, अँसुवा सकत न आय;
गिरि उड़गन ज्यों गगन तें, बीचहि जात बिलाय।

مطلب – فرقت زدہ کی آنکھوں سے جو آنسو گرتے ہیں ان میں (جدائی) کی اتنی آگ بھری ہوئی ہے کہ وہ سینے تک پہنچتے ہی نہیں پاتے بیچ ہی میں سوکھ کر رہ جاتے ہیں (بس یہ معلوم ہوتا ہے گویا) آسمان سے تارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے ہیں اور زمین پر پہنچنے سے پہلے ہی غائب ہوجاتے ہیں

ارے پپیہا کلسرے دیت کٹے پرنون
پیو مرا میں پیو کی۔تو پی کہے سو کون (نا معلوم)

अरे पपीहा कल सरे, देत कटे पर नोन ;
पिउ मेरा मैं पीउ की, तू पिउ कहे सो कौन ।

رقابت کی آگ بری ہوتی ہے ہم جنس کا تو کیا ذکر عورت اتنا بھی پسند نہیں کرتی کہ پپیہا "پی" کہے - شوہر پردیس میں تھا برکھارت آئی شوہر کی یاد میں عورت بے چین بیٹھی تھی کہ ناگاہ اس کے کانوں میں "پی کہاں" کی آواز آئی تو وہ تڑپ گئی بقولے -

دل میں اِک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

दिल में यक दर्द उठा आँखों में आँसू भर आए;
बैठे-बैठे हमें क्या जानए क्या याद आया ।

عورت جلی بھنی تو بیٹھی ہی تھی پپیہاکی "پی کہاں" سے اس کے دل میں اور آگ لگ گئی اور اپنا غصہ اس پر یوں اتارتی ہے :—

مطلب - ارے کالے سر والے پپہا (میں تو خود ہی

پریتم کی یاد میں تڑپ رہی ہوں) تو زخم پر کیوں نمک چھڑکتا ہے پی میرا ہے میں پی کی ہوں پھر تو "پی" کہنے والا کون ہوتا ہے - نہایت پر کیف دوہا ہے—

کاجل ڈالوں کر کرا سرمہ دیا نہ جائے
ان نینن میں پی بسے دوجا کون سمائے (نامعلوم)

काजल डालूँ किरकिरा, सुरमा दिया न जाय ;
इन नैनन में पो बसे, दूजा कौन समाय ।

ایک نازک طبع عورت کہتی ہے:—

مطلب - (اے ری سکھی) آنکھوں میں کاجل لگاتی ہوں تو کر کرا معلوم ہوتا ہے اور سرمہ کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی (کیونکہ سرمہ گھلایا نہیں جاتا) پھر خود ہی جواب دیتی ہے (سکھی سچ تو ہے) جن انکھڑیوں میں پیا بسے ہوں ان میں کوئی دوسرا کیسے سما سکتا ہے—

آنکھوں میں محبوب کا سمانا ہم اردو شاعری میں برابر استعمال کرتے آئے ہیں مگر اسی خیال کو بھاشا کی شاعری نے کتنا پر اثر بنا دیا ہے—

بیسر موتی دت جھلک پری اوٹھ پر آئے
چونو ہوئے نہ چترتے کیوں پٹ پوچھو جائے — بہاری

बेसरि मोती-दुति झलक, परी ओठ पर आय ;
चूनो होय न चतुर तिय, क्यों पट पोछो जाय ।

مطلب - (ایک حسینہ آئینہ دیکھہ رہی تھی اس کے صاف و شفاف ھونٹ پر نتھہ کی موتیوں کا عکس جو پڑا تو اس نے کہا کہ ھونٹ پر چونا لگ گیا ھے یہ سوچکر اس نے کپڑے سے پوچھنا چاھا اس پر اسکی سکھی کہنے لگی) تیرے ھونٹ پر نتھہ کے موتیوں کا عکس پڑا ھے اری میری بھولی بھالی سکھی! یہ چونا نہیں ھے بھلا یہ کپڑے سے کیسے صاف ھوسکتا ھے -

اب تج نائون اُپاو کو آئے پارس ماس
کھل نہ رہیو کھیم سوں کیم کسم کی باس (بہاری)

अब तजि नाउ उपाउ को-आयो सावन मास ;
खेल न रहिबो खेम सों, कैम कुसुम की बास ।

مرسہی جذبات ھندوستان کی معاشرت میں داخل ھیں برکھارت آئی اور گھروں میں جھولے پڑگئے - آسمان پر امنڈے

هوئے بادل-زمین پر پھیلی هوئي هریالی-پانی سے بھرے هوئے نالے تالاب اور ندیوں کے مناظر نہایت کیف انگیز هوتے هیں-گھروں میں جھولے پڑجاتے هیں- ساون اور ملار کی تانیں اُڑنے لگتی هیں- اسی موسم میں ایک فرقت زدہ عورت اپنی سکھی سے کہتی هے -

مطلب - اب تک تو تونے حیلے حوالوں سے میري جان بچائی هے (که صبر کر تیرے پریتم پردیس سے آتے هونگے) لیکن اب ترکیب (حیلے حوالے) کا نام بھی بھول جا (کیونکه اب) برکھارت آگئی اب کدم کے پھولوں کی خوشبو سونگھکر چپ‌چاپ رهنا کھیل نہیں (اب تک تو جس طرح سے بھی هوسکا میں نے جدائی کے دن کاٹ دئے لیکن اب برسات آگئی جب کدم کے پھولوں کی خوشبو آئےگی تو پریتم کي یاد میں میري جان هی نکل جائیگی)

کون سنے کاسوں کہوں سرت بساري ناہ
بدابدي جی لیت هیں یه بدرا بدراہ (بہاري)

कौन सुनै कासों कहौं, सुरति बिसारी नाह ;
बदाबदी जिय लेत हैं, ये बदरा बदराह ।

برکھارت پر هر زبان کے شعرانے طبع آزمائی کی هے لیکن حقیقت تو یه هے که برج بھاشا کے شعرانے اس موضوع پر جو کمال پیدا کیا هے وہ عدیم المثال هے- ایک عورت جس کا شوهر پردیس گیا هوا هے برسات میں گھنگور گھٹائیں اور موسلا دھار پانی برستے دیکھکر اپنی سکھی سے کہتی هے :—

مطلب - (اے سکھی) کون سنتا هے کس سے کہوں (جو میرے دل کی حالت هے میرے پیتم نے تو) میری یاد هی بھلا دی (اس پر یه که یه بد راہ بادل شرط باندھه کر میری جان لینے کو تیار هوتے هیں - (بغیر پیا کے مجھے ان کا برسنا اچھا نہیں معلوم هوتا ان کو برستے دیکھکر میری جان نکلی جاتی هے)- اس دوهے میں بہاری نے 'بدراہ' فارسی لفظ استعمال کیا هے جو قابل غور هے -

اتھه ٹھک ٹھک اتو کہا-پاوس کے ابھه سار
جان پرے گی دیکھیو دامن گھن اندھیار (بہاری)

उठि ठक-ठक एतो कहा, पावस के अभिसार ;
जानि परैगी देखियो, दामिनि घन अँधियार ।

مطلب - (کرشن بھگوان سے کوئی گوپی برسات میں ملنے جارھی ھے لوگوں کی نظروں سے بچنے کےلئے اس نے کالی ساري زیب تن کی ھے- اس آرائش میں دیر ھوتے دیکھکر اُس کی ایک سکھی کہتی ھے - اُٹھو (جلدی کر بہت دیر ھوگئی) برسات کے پریم ملاپ میں اتنے بکھیڑے کی کیا ضرورت ھے (ایک وتونے سو سنگار کر لیا ھے وھی بہت کافی ھے- دوسرے بادل ایسے چھائے ھوئے ھیں کہ دیکھنے والوں کی نظروں میں اگر کوئی دیکھہ لے گا تو) ایسا معلوم ھوگا گویا گھنگھور گھٹا میں بجلی چمک رھی ھے (تیرے خوبصورت بدن کی چمک پر کالی ساري کے اندر لوگوں کو بجلی کا گمان ھوگا) - کتنا پاکیزہ اور پرکیف دوھا ھے -

باما - بھاما - کامنی کہ بولو پرانیس
پیاری کہت لجات نہیں پاوث چلت بدیس
(بہاری)

बामा भामा कामिनी, कहि बोलो प्रानेस ;
प्यारी कहत लजात नहिं, पावस चलत बिदेस ।

مطلب - (شوھر پردیس جانے کی تیاري کر رھا ھے اور وہ اپنی عورت کو "پیاري" کہہ کر تسلی دیتا ھے- اس پر وہ عورت جل کر کہتي ھے اے پران پیارے تم اب مجھکو پیاری نہ کہو بلکہ اس کے بجائے) باما (کمبخت) بھاما (لڑاکی) کامنی (بدصورت

وغیرہ الفاظ سے) مخاطب کرو - کیا موسم برسات میں پردیس جاتے وقت (تم کو مجھے) پیاری کہتے ہوئے لاج نہیں آتی ('پیاری' کا لفظ تمہارے منھہ سے اچھا نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اگر میں تم کو پیاری ہوتی تو اس برکھارت میں تم پردیس ہر گز نہ جاتے- ایسے موقع پر تم مجھے سخت الفاظ سے مخاطب کرو کیونکہ اس میں بناوٹ نہ ہوگی)-

شاہ اکبر بال کی بانہہ اچنت گہی چل بھیتر بھونے
سندر دوارهیں درشت لگائے کے بھاگوے کی بھرم پاوت گونے
چونکت سی سب اور بلوکت شنک سکوچ رہی مکھہ مونے
یوں چھب نیں چھبیلی کے چھاجت مانو بچھوہ پرے مرگ چھونے

शाह अकब्बर बाल की बाँह, अचिंत गही चल भीतर भौने ;
सुन्दरि द्वारहि दृष्टि लगाय कै, भागिवे को भ्रम पावत गौने ।
चौंकत–सी सब ओर बिलोकति, शंक सकोच रही मुख मौने ;
यों छबि नैन छबीली के छाजत, मानो बिछोह परे मृग छौने ।

مطلب - اکبر بادشاہ نے (ایک دن) محل میں جاکر

اچانک (اُس) دوشیزہ کی بانھہ پکڑ لی (تب وہ) سندری دروازہ پر نظر لگائے ہوئے بھاگنے کا راستہ ڈھونڈھنے لگی - چاروں طرف دیکھہ دیکھہ کر وہ چونک پڑتی ھے (لیکن) شرم و لحاظ سے اس کي زبان بند ھے (کچھہ نہیں کہہ سکتی خاموش ھے- اس وقت اس دوشیزہ کی) آنکھیں (چاروں طرف پھرتی ہوئیں ایسی اچھی) معلوم ھو رھی ھیں گویا ھرنی کے (دو) بچے (اپني ماں سے) بچھڑ گئے ھوں (اور وہ گھبرائے ھوئے چاروں طرف دیکھہ رھے ھوں-

انداز بیان داد طلب ھے - اکبر کے اس کلام سے یہ بھي ثابت ھوتا ھے کہ وہ صرف تعلیم یافتہ ھي نہیں تھا بلکہ شاعر بھي تھا -

پی سوں کہیو سندیسوا - ھے بھونرا ھے کاگ
سودھن برھے جرموئي- جیہک دھواں ھم لاگ
(ملک محمد جائسي مصنف "پدماوت")

पिय सों कहेउ सँदेसवा, हे भौंरा हे काग ;
सो धनि बिरहै जरि मुई, जेहिक धुवाँ हम लाग।

جس طرح اردو فارسی کی شاعري میں عاشق اپنی بیتی زار و نالاں بلبل سے کہتے ھیں اسي طرح ھندي میں پریمي بھونرے اور

کوے کو اپنی پریم کتھا سناتے ہیں - اس دوہے میں پریم کی ماری سندری بھونرے اور کوے کو مخاطب کرکے اپنے شوہر کو جو پردیس میں ہے یہ پیام دیتی ہے: -

مطلب - اے بھونرے ! اے کوے ! میرے پریتم سے جاکر یہ پیام دینا کہ تمہاری عورت جدائی کی آگ میں جل مری (اور اس کے جلنے اور آہ سے جو دھواں اٹھا وہ ہمارے لگ گیا جس کی وجہ سے ہم دونوں کالے ہو گئے ہیں)- نازک خیالی کی بھی حد کردی - نہایت پاکیزہ اور محبت آمیز دوہا ہے -

چکوا چکوی دو جنے ان مت مارے کوئے
یہ مارے کرتار کے رین بچھوھا ہوئے
(خسرو)

चकवा चकवी दो जने, इन मत मारे कोय ;
यह मारे करतार के, रैन बिछोहा होय ।

ہندوستان کی عورتوں کو جانوروں کے جوڑے کے ساتھ بھی محبت وہمدردی ہوتی ہے چنانچہ مشہور ہے کہ چکوا چکوی (سرخاب کا جوڑا) دن کے وقت تو ساتھ ساتھ رہتے ہیں مگر رات ہوتے ہی قدرتاً جدا ہو جاتے ہیں اگر دریا کے اس پار چکوی ہے تو اُس پار چکوا چلا جاتا ہے اور رات بھر ایک دوسرے کو

پکارتے رہتے ہیں - غرضیکه ان جانوروں کی جدائی بھی هندوستانی عورتوں کو ایسی ھی شاق گذرتی ھے جیسی اپنے شوهر کی چنانچه سلطان الشعرا حضرت امیر خسرو اِسی کا ذکر مندرجه بالا دوھے میں کرتے ھیں -

مطلب - (عورت کہتی ھے) چکوا چکوی دو جنے (دو متنفس) ھیں انہیں کوئی نه مارے - یه تو خود ھی خدا کے مارے ھوئے ھیں که رات بھر باھم جدا اور فراق زدہ رہتے ھیں -

نینوں کی کر کوٹھری پتلی پلنگ بچھائے
پلکوں کی چک ڈار کے پیا کو لیا رجھائے (کبیر)

नैनों की करि कोठरी, पुतली पलँग बिछाय ;
पलकों की चिक डारि के, पिय को लिया रिझाय ।

مطلب - اپنی آنکھوں کی کوٹھری میں پتلیوں کا فرش بچھاکر اور پلکوں کی چق ڈال کر اپنے پریتم کو میں نے اپنے قابو میں کرلیا (آنکھوں کی کوٹھری - پتلی کا فرش اور پلکوں کی چق کسی کی اس سے بڑھکر اور کیا قدر کی جاسکتی ھے - تشبیهوں میں کس قدر پاکیزگی اور بیساختہ پن ھے) اسی سے کچھه ملتا جلتا یه دوھا ھے -

آؤ پیارے نین ماں موند پلک تو ھے لیوں
نا میں دیکھوں اور کو نا توھے دیکھن دیوں

आव पियारे नैनवाँ, मूँद पलक तोहि लेवँ ;
ना मैं देखूँ और को, ना तोहि देखन देवँ ।

مطلب - میرے پیارے آؤ تم کو آنکھوں میں بیٹھا کر پلکوں سے چھپا لوں (پلکیں بند ھونے سے) نہ تو میں کسی کو دیکھوں گی اور نہ تم ھی کسی کو دیکھنے پاؤگے (جب تم میری آنکھوں میں سما جاؤ گے تو پھر چاروں طرف تمھارا ھی تمھارا جلوہ رھے گا)-سبحان اللہ- ہندی ''کویتا کومدی'' میں یہ دوھا یوں دیا ھے

نینوں انتر آؤ توں نین جھانپ توھیں لیوں
نا میں دیکھوں اور کو نا توھی دیکھن دیوں

नैनों अन्तर आव तूं, नैन झाँपि तोहिं लेवँ ;
ना मैं देखौं और को, ना तोहि देखन देवँ ।

دلی شھر سھاونا اور برسے کنچن نیر
سب کے کنتھہ بٹور کے لے گیو عالمگیر

दिल्ली शहर सुहावनो, और बरसे कंचन नीर ;
सबके कन्थ बटोर के, ले गयो आलमगीर ।

کنچن سونا - کنتھہ شوھر-

جب دکن کی مہم میں شہنشاہ عالمگیر کو بارہ برس گذر گئے اور فوجی سپاہیوں کو دلی آنے کی اجازت نہ ملی تو اس وقت وہاں کی عورتوں نے یہ دوھا شہنشاہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ اس‌کو رحم آئے اور وہ ان کے شوھروں کو کچھہ دن کے لئے رخصت پر گھر بھیج دے

مطلب - دلی بہت خوبصورت شہر ھے (یہاں) سونا برستا رھتا ھے (مگر یہ خوبصورتی اور دولت کس کام کی جب کہ) سب کے شوھروں کو شہنشاہ عالمگیر اپنے ساتھہ (دکن) لے گیا -

جواب میں شہنشاہ نے یہ دوھا لکھکر واپس کیا -

بیٹھی رھو قرار سے من میں راکھو دھیر
صاحب سے بنتی کرو جو بھوریں عالمگیر
बैठी रहो करार से, मन में राखो धीर ;
साहब से बिनता करो, जो बहुरे॰ आलम-गीर ।

دھیر صبر - بھوریں واپس ھوں

بے قرار کیوں ھوتی ھو صبر کئے بیٹھی رھو اور خدا سے دعا کرتی رھو تاکہ (کامیاب ھوکر فتح کا ڈنکا بجاتا ھوا) عالمگیر (دھلی) واپس ھو -

اس پر بھی جب عورتوں کی تسلی نہ ہوئی تو انھوں نے یہ دوھا لکھوا کر شہنشاہ کی خدمت مین بھیجا

سونا لاون پی گئے سونا کر گئے دیس
سونا ملا نہ پی ملے روپا ھو گئے کیش

सोना लावन पिव गए, सूना करि गए देश ;
सोना मिला न पिव पिव मिले, रूपा हो गए केश ।

(کوی رایے گردھر)

مطلب - (ھمارے سوامی) سونا لینے تو چلے گئے (لیکن اس کا خیال نہ کیا کہ) دیس کو سونا کر گئے (ھمارے لئے تو پیا کے بغیر سارا دیس اجاڑ اور سنسان ھوگیا) نہ تو سونا ھی ھاتھہ لگا اور نہ ساجن ھی ملے (یہاں تک کہ جوانی گذری اور بڑھاپا آکر) بال بھی چاندی کی طرح سفید ھو گئے - سونا سونا اور روپا سے دوھے میں کتنی لطافت پیدا ھوگئی ھے - شاعر کی تلاش کی داد دیجئے - یہ دوھا گردھر کوی رائے کے نام سے هندی ''کویتا کومدی'' میں بھی درج ھے -

داڑھی ھتی سو سن بھئی-آنکھیں بھئیں سریش
جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے بدیش

डाढ़ी हतो सो सन भई, आँखें भईं सरेश ;
जैसे कंथा घर रहे, बैसे रहे बिदेश ।

ھی تھی۔

مطلب - (بارہ برس کے عرصہ میں تمہارے شوھروں کی) جو (کالی) داڑھیاں تھیں وہ سن کی طرح سفید ھوگئیں اور آنکھیں (ضعیفی کے مارے چیپڑ بہ بہ کر) سریش بن گئیں (جب ان کی جوانی گذر چکی ھے اب ان کا آنا اور نہ آنا سب برابر ھے بس یہ سمجھ لو) کہ چاھے شوھر گھر میں رھے چاھے پردیس میں (ایک ھی بات ھے)۔

جدت طرازی کی نایاب مثال ھے۔ خصوصاً دوسرا مصرعہ "جیسے کنتھا گھر رھے ویسے رھے بدیش" تو اتنا مشہور ھوا کہ ضرب المثل ھوگیا۔

یہ بھی کہا جاتا ھے کہ اوپر کے دوھے کھترانیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے - یہ دوھے خواہ تاریخی حیثیت سے قابل اعتبار نہ ھوں لیکن ان کی دلاویزی میں کوئی شک نہیں چنانچہ کہاجاتا ھے کہ شہنشاہ کی خدمت میں کھترانیوں کی آخری درخواست پہنچی تو اس نے ان کے وارثوں سے کہا کہ اپنی عورتوں کو

طلاق دے دو تاکہ وہ دوسری شادیاں کرلیں - لیکن ان کے وارثوں نے جواب میں عرض کیا کہ ھماری قوم میں یہ دستور نہیں ھے پس اسی وقت شہنشاہ عالمگیر نے کھتری قوم کو فوجی خدمت سے آزاد کردیا اور سابقہ خدمت کے صلہ میں ھمیشہ کے واسطے اس قوم کے نام دالی کی دلالی چڑھادی- یہ تمام دوھے مولوی سید احمد مؤلف فرھنگ آصفیہ کے ایک مضمون سے نقل کئے گئے ھیں-

چاتک چاھت سویت جل چکئي چاھت بھور
ویسے ھم تم ملن کو جیسے چندر چکور (نامعلوم)

चातक चाहत स्वाति-जल, चकई चाहत भोर;
वैसे हम तुम मिलन को, जैसे चंद चकोर।

چاتک پپیھا - سویت جل بارش کا صاف پانی-

مطلب - (جس طرح) پپیھا بارش کی پہلی بوند کے لئے بیتاب رھتا ھے اور چکوی صبح ھونے کے لئے بے چین رھتی ھے (اسی طرح) میں بھی تم سے ملنے کے لئے (مضطرب رھتی ھوں) جس طرح چاند کی طرف چکور دیکھتا رھتا ھے (اسی طرح میں تمھاری راہ دیکھتی رھتی ھوں) تشبیھیں کتنی سوزوں اور محبت آمیز ھیں-

جیسے پھول گلاب کا سوکھے ادھک بسائے
تیسے پریت سوشیل کی دن دن پے ادھکائے
(نامعلوم)

जैसे फूल गुलाब का, सूखे अधिक बसाय ;
तैसे प्रीति सुशील को, दिन-दिन पै अधिकाय ।

سوشیل نیک آدمی -

مطلب - جیسے گلاب کا پھول سوکھنے پر زیادہ خوشبو دیتا ہے ویسے ہي اچھے آدمی کی محبت روز روز بڑھتی جاتی ہے (زیادہ دن کی محبت سچی اور مضبوط ہوتی ہے)-

کاگج تھوڑا ہت گھنا سو اب لکھا نہ جائے
سندھ مدھ جل بہت ہے گاگر نہیں سمائے
(نامعلوم)

कागज थोड़ा हित घना, सो अब लिखा न जाय ;
सिंधु मध्य जल बहुत है, गागर नहीं समाय ।

مطلب - کاغذ تھوڑا ہے (ایکں محبت کا دل میں اتنا جوش ہے) کہ لکھا نہیں جاتا (دفتر کے دفتر اس کے لئے نا کافی ہین) جس طرح سمندر کا پانی ایک گھڑے میں سما نہیں سکتا (میرے دل میں اتنے جذبات بھرے ہوئے ہیں کہ ان کے لئے تھوڑا سا کاغذ

بالکل ناکافی ہے)۔ مندرجہ ذیل دوہا اس سے زیادہ کیف انگیز ہے —

کاگد بھیجت نین جل کر کانپت مس لیت
پاپی برہا من بسے وہی لکھن نہین دیت
(از ہندی 'کویتاکومدی')

कागद भीजत नैन-जल, कर काँपति मसि लेत ;
पापी बिरहा मन बसे, वही लिखन नहिं देत ।

ایک عورت اپنے شوہر کو خط لکھنے بیٹھی ہے تو :—

مطلب — خط کا کاغذ آنکھوں کے آنسو سے بھیگ جاتا ہے قلم اٹھانے میں ہاتھ کانپنے لگتا ہے (اور وہ گھبرا کر کہتی ہے کہ) جدائی کا خیال میرے دل میں (کچھ اس طرح سے) بسا ہوا ہے کہ وہ لکھنے نہیں دیتا (جہاں میں خط لکھنے بیٹھتی ہوں پریتم پیارے یاد آجاتے ہیں اور ان کی جدائی میں آنکھوں سے آنسو گرنے لگتے ہیں — نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خط کا کاغذ بھیگ جاتاہے اور میں کچھ لکھنے نہیں پاتی) — "پاپی برہا من بسے" کا ٹکڑا اس دوہے کی جان ہے — اسی خیال کو بھگت کبیر یوں ۱۵۱ فرماتے ہیں — مطلب قریب قریب ایک ہی ہے —

پیتم پاتی پریم کی ہم سے لکھی نہ جات
ٹپک ٹپک آنسواں چوت اچھر تک بنسات (کبیر)

प्रियतम पाती प्रेम की, हम से लिखी न जात ;
टपकि-टपकि अँसुवा चुवत, अच्छर तक बिनसात ।

پاتی چٹھی – بنسات خراب ہوجاتے ہیں –

مطلب – پیارے اپنا قصہ محبت مجھہ سے نہیں لکھا جاتا (دل میں جذبات کا ایسا تلاطم اٹھتا ہے کہ) ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے ہیں اور تمام حروف (بھیگ کر) خراب ہوجاتے ہیں –

انتہائے الفت اسی کو کہتے ہیں –

سکھین کرت اپچار ات پرت بپت اُت روج
جھرست اوج منوج کے پرس اروج سروج
(متی رام گرنتھاولی)

सखिन करत उपचार अति, परति बिपति उत रोज;
झुरसत ओज मनोज के, परस उरोज सरोज ।

مطلب – جدائی کی مصیبت سے بچانے کے لئے اس (حسینہ) کی سکھیاں بہت ترکیبیں کرتی ہیں لیکن بجائے آرام کے اس سے تکلیف ہی بڑھتی جاتی ہے – جدائی کی آگ اتنی تیز ہوگئی ہے کہ ٹھنڈک پہونچانے کے لئے کنول کے پھولوں کا جو لیپ سینے پر لگایا جاتا ہے وہ جھلس جاتا ہے –

باڑ جلے جس لاکڑی کیس جلے جس گھاس
ویسے پیارے میں جلوں لگی تمھاری آس
(کبیر)

बाड़ जले जस लाकड़ी, केस जलें जस घास ;
वैसे प्यारे मैं जलूँ, लगी तुम्हारी आस।

مطلب - (درد فرقت سے بیتاب ہوکر عورت اپنے شوہر کو لکھتی ہے کہ) میری ہڈیاں (تپ فرقت سے) مثل لکڑی کے جل رہی ہیں اور گھاس کی طرح بال جلنے لگے ہیں (جب انسان بہت کمزور ہو جاتا ہے تو اس کے بال جھڑنے لگتے ہیں چنانچہ تپ دق میں بالکل ایسی ہی صورت ہوتی ہے کہ اندرونی بخار سے ہڈیاں جلنے لگتی ہیں اور مریض اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ سر کے بال گرنے لگتے ہیں) اس حالت میں بھی تمہارا انتظار کر رہی ہوں (آؤ ورنہ زندہ نہ پاؤ گے)- بہت پردرد دوہا ہے- اس دوہے کا آخری شعر کبیر بچناولی میں یوں لکھا ہے "سب جگ جرتا دیکھکر بھئے کبیر اُداس"

پاتی اس کو لکھت ہیں جو ہوے کچھہ دور
نینن میں تو ناچتی پاتی کوں ضرور
(نا معلوم)

पातो उसको लिखत हैं, जो होवे कुछ दूर ;
नैनन में तू नाचती, पाती कौन जरूर।

प्रीतम को पतियाँ लिखूँ, जो वह होय बिदेस ;
तन में मन में नैन में, ताको कहा सँदेस।

بیوی شوھر سے خط نہ بھیجنے کی شکایت کرتی ھے تو وہ اس کا جواب دیتا ھے۔

مطلب ۔ خط تو اس کو لکھا جاتا ھے جو کہیں دور ھوتا ھے (لیکن) تم تو ھر وقت میری آنکھوں مین بسی ھوئی ھو (تمھاری صورت میری آنکھوں کے سامنے ھے ایسی حالت میں) تو خط لکھنے کی کیا ضرورت ھے ؟ سچ ھے ”خونے بدرا بھانہ بسیار“ اسی خیال کو کبیر نے یوں ادا کیا ھے۔

تال سوکھہ پتھر بھؤ ھنس کہیں نہ جائے
کبیر
پچھلي پریت کے کارنے کنکر چن چن کھائے

ताल सूख पत्थर भयो, हंस कहीं न जाय ;
पिछली प्रीति के कारने, कंकर चुन-चुन खाय।

کارنے سبب۔

مطلب - تالاب سوکھ گیا ہے (اور اب اس میں پانی کے بجائے) کنکر پتھر رہ گئے ہیں (پھر بھی) دیرینہ محبت کی وجہ سے ہنس وہاں سے کہیں نہیں جاتا (اور پچھلے جنم کی محبت کا یہ بدلہ ملا ہے کہ) کنکر چن چن کھاتا ہے - محبت میں کنکر چن چن کھانا معراج ہے -

پیارے ہمری نیند کی بات تمہارے ہاتھ
آوت تھی تم ساتھ ہی گئی تمہارے ساتھ (نامعلوم)

प्यारे हमरी नींद की, बात तुम्हारे हाथ ;
आवत थी तुम साथ ही, गई तुम्हारे साथ ।

مطلب - (عورت اپنے شوہر کو خط لکھتی ہے) پیارے میری نیند تمہارے ہاتھ میں ہے جب تم میرے ساتھ رہتے تھے اس وقت نیند بھی آتی تھی (لیکن تم پردیس کیا گئے میری نیند بھی اپنے ساتھ لیتے گئے) اور تمہارے ہی ساتھ چلی گئی (تمہاری جدائی میں میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ہے) - انداز یہاں کتنا پیارا ہے -

نین تو وہ سراہئے جن نین میں لاج
بڑے ہوئے اور بس بھرے وہ نینا کن کاج - (نامعلوم)

नैना वही सराहिए, जिन नैनन में लाज ;
बड़े हुए अरु बिस भरे, वे नैना केहि काज ।

لاج شرم و حیا - بس زهر -

مطلب - ان آنکهوں کی تعریف کیجئے جن میں شرم و حیا هو - بڑی آنکهیں هوں (مگر ان میں شرم و حیا نه هو بلکه) زهر بهرا هوا هو تو (بری نظریں هوں) وہ آنکهیں کس کام کی هیں - اسی خیال کو حضرت ریاض خیرآبادی یوں نظم کرتے هیں -

الله حسن دے تو حیا بهی ضرور دے
کس کام کی وہ آنکهه که جس میں حیا نه هو

پریت کرے تو اس کرے سب دن نبهت جاے
ایسی پریت نه کیجئے بالو اس ادهرائیے
(کبیر)

प्रीति करै तो अस करै, सब दिन निबहत जाय ;
ऐसी प्रीति न कीजिए, बालू अस अधराय ।

مطلب - محبت ایسی کرنی چاهئے که همیشه نباہ هو - ایسی محبت نه کرنی چاهئے جو ریت کی طرح گهٹتی جائے (بالو کی دیوار ناپائدار هوتی هے) -

جٹت نیل من جگمگت سینگ سہائی ناک
منو الی چمپک کلی بس رس لیت نسانک (بہاری)

जटित नीलमनि जगमगति, सींक सुहाई नाक ;
मनो अली चंपक कली, बसि रस लेत निसांक ।

مطلب ـ اس کی خوبصورت ناک میں نیلم جڑی ہوئی لونگ (ایسی) جگمگا رہی ہے گویا چمپا کی کلی پر بیٹھا ہوا بھونرا بے کھٹکے رس پی رہا ہے ـ (ناک کو چمپا کی کلی اور لونگ کو بھونرا کہنا بالکل نئی تشبیہ ہے ـ)

نرمل مورت پیو کی مو گھٹ رہی سمائے
جیوں مہندی کے پات میں لالی لکھی نہ جائے (نامعلوم)

निरमल मूरति पीउ की, मो घट रही समाय ;
ज्यों मेंहदी के पात में, लाली लखी न जाय ।

مطلب ـ جس طرح سے منہدی کی پتیوں میں سرخی چھپی رہتی ہے (اسی طرح) میرے پیارے کی موہنی مورت میرے دل کے (مندر) میں بسی ہوئی ہے (پوشیدہ ہے) ـ معمولی بات کو شاعر نے کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے ـ

दगाबाज की प्रीति यों, बोलत ही मुसकाय ;
जैसे मेंहदी पात में, लाली लखी न जाय ।

کویتا کومدی میں اسی خیال کو مختلف طریقہ سے ظاہر کیا ہے -

من کے بھیتر ہت نہیں مکھہ سے کیا سنیہ
جل میں جیوں چھائیں پڑے سیتل ہوئے نہ دیہہ
(کبیر)

मन के भीतर हित नहीं, मुख से किया सनेह ;
जल में ज्यों छाँहीं पड़े, सीतल होय न देह ।

ہت پیار محبت - سیتل ٹھنڈا-

مطلب - (شاعر کہتا ہے کہ) اگر دل کے اندر محبت نہیں ہے تو منھہ سے کہنے سے کیا ہوتا ہے -(فضول ہے) جس طرح پانی میں سایہ پڑنے سے بدن ٹھنڈا نہیں ہوتا (اسی طرح اگر دل میں محبت نہیں ہے تو زبانی محبت جتانے سے کچھہ حاصل نہیں) کتنی پیاری اور پرلطف تشبیہہ ہے - ہندی شاعری کا یہی کمال ہے-

جہاں باج باسا کرے پنچھی رہے نہ کوئے
تہاں پریم گن جب بھیا پھر نہیں وکلپ ہوئے
(کبیر)

जहाँ बाज बासा करै, पंछी रहे न कोय ;
तहाँ प्रेम-गुन जब भया, फिर बिकल्प नहिं होय ।

وکلپ سوچ بچار-

مطلب - جس درخت پر باز رهتا هے وهاں پهر کوئی پرندہ نهیں رہ سکتا - (یهی حال محبت کا هے) جب کسی کے (دل کے مندر میں) پریم (کا دیوتا) قبضہ کرتا هے تو پهر وهاں کوئی خیال نهیں رهنے پاتا (محبت تمام افکار سے چهڑا دیتی هے سوائے محبت کے اور کوئی خیال هی نهیں رہ جاتا)-

کر اچال جمهائیتے دهاری بهج یه بهائے
منو چپلا دوئی چمک هوئے گری بهوم پر آئے (رحمت)

कर उचाल जम्हाइते, धारी भुज यह भाय ;
मानो चपला दुइ चमकि, गिरीं भूमि पर आय ।

کر هاتهه - اچالے بلند - بهج بازو - چپلا بجلی - بهوم زمین یه لاجواب دوها سید رحمت الله کا هے-

مطلب - محبوب نے جمهائی لیتے هوئے جب دونوں بازو بلند کرکے نیچے کر دئے تو ایسا معلوم هوا گویا دو بجلیاں زمین پر گر پڑیں - هائے شاعر نے کیا بات کهی هے خیال هی کرنے سے

کیف معلوم هوتا هے - تشبیه نے اس دو هے کو کهیں سے کهیں پهنچا دیا هے -

چکهه جوگی کنتها گرین ارن سیام اور سیت
آنسو بوند سمرن میں درسن بهچها هیت (برکت)

चखु जोगी कंठा गिरेन, अरुन स्याम अरु स्वेत ;
आँसू बूँद सुमरन लें, दर्सन भिक्षा हेत ।

چکهه آنکهه - کنتها گلا - ارن شرخ - سیام سیاه - سیت سفید - سمرن تسبیح - هیت واسطے لئے - درس دیدار - بهچها بهیک -

مطلب - آنکهیں ایک ریاضت کش جوگی هیں جو سرخ سیاه اور سفید دانوں کی مالا پهنے هوئے اور آنسوؤں کی تسبیح لئے هوئے درسن (دیدار) کے بهیک کی طالب هیں - تشبیهوں کی انتها کر دی اور اُس سے جو بات پیدا کی هے وه مستغنی از داد هے -

یه پر کیف دوها سید برکت الله مصنف "پیمی بهاشا" "پیتم پرکاش" کا هے - مسلمان شعرا کو اس سے سبق حاصل کرنا چاهئے -

پریم چھپایا نہ چھپے جا گھٹ پرگٹ ہوئے
جو پے مکھہ بولے نہیں نیں دیت ہیں روئے (کبیر)

प्रेम छिपाया ना छिपे, जा घट परगट होय ;
जो पै मुख बोले नहीं, नैन देत हैं रोय ।

مطلب - جس کے دل میں محبت پیدا ہوئی پھر وہ چھپائے سے نہیں چھپ سکتی - اگر چہ منہہ سے کچھہ نہ کہا جائے لیکن آنکھیں رو دیتی ہیں (سب پردہ فاش کردیتی ہیں) - کتنا سچا دوہا ہے -

جب لگ مرنے سے ڈرے تب لگ پریمی نانہہ
بڑی دور ہے پریم گھر سمجھہ لیو من مانہہ (کبیر)

जब लग मरने से डरे, तब लग प्रेमी नाहिं ;
बड़ी दूर है प्रेम घर, समझ लेव मन माहिं ।

مطلب - جب تک دل میں مرنے کا خوف رہےگا سچا عشق ہرگز نہیں ہو سکتا - اس کو اچھی طرح سمجھہ لو کہ پریم کی منزل بہت دور ہے (محبت کرنا آسان نہیں جان سے ہاتھہ دھونا پڑتا ہے) -

برہ اگن تن میں لگی جرن لگی سب گات
ناڑی چھووت وید کے پڑے پھپھولے ہات
(کبیر)

बिरह अगिन तन में लगी, जरन लगी सब गात ;
नाड़ी छूवत वैद के, पड़े फफोले हाथ।

مطلب - جدائی کی آگ سے سارا جسم جلنے لگا ھے (یہانتک کہ اگر) وید نبض کو چھو لے (تو بدن میں اس قدر حدت ھے کہ) اس کے ھاتھوں میں چھالے پڑ جائیں -

مبالغہ اور نازک خیالی کی شاعر نے انتہا کر دی ھے- اردو میں بھی ایسے اشعار کی کمی نہیں ھے -

کر کی کر کی چوریاں بر کی بر کی ریت
در کی در کی کنچکی ھر کی ھر کی پریت
(عبد الرحمن)

कर की कर की चूरियाँ, बर को बर की रीति ;
दर की दर की कंचुको, हर की हर की प्रीति।

کر ھاتھہ - بر شوھر- کنچکی خادمہ داسی،

مطلب - ھاتھہ ھاتھہ کی چوڑیان شوھر شوھر کے طور طریقے،

در در کی خاک، ہر شخص کی محبت جدا گانہ ہوتی ہے۔

یہ دوہا مضمون کے اعتبار سے معمولی ہے لیکن لفظوں کی تکرار نے اس میں ایک لطف پیدا کر دیا ہے۔

مکت بھئے گھر کھوئے کے کانن بیٹھے جائے
گھر کھووت ہیں اور کو کیجو کون اپائے
(سید غلام نبی بلگرامی رس لین)

मुक्त भये घर खोय कै, कानन बैठे जाय ;
घर खोवत हैं और को, कीजै कौन उपाय ।

مطلب۔ موتیوں نے اپنا گھر چھوڑ کر کانوں میں اپنا مقام بنا لیا (سیپی سے نکلنے کے بعد وہ گوشوارے بن کر محبوب کے کانوں میں پڑے) اب وہ محبوب کے حسن کو چمکا کر دوسروں کا گھر برباد کر رہے ہیں، اس کا کیا علاج کیا جائے؟ ذرا نازک خیالی کو دیکھئے۔ موتی سیپی سے نکل کر محبوب کے کانوں میں پڑے اور اپنی چمک دمک سے سیکڑوں کو خانماں برباد کر رہے ہیں۔

دھوں اور مکھہ دھن کے ابدھہ لوں کرت پرکاس
لاج اندھیاری دھن کی، کہوں نہ پاوت باس
(متی رام گرنتھاولی)

दुहूँ ओर मुख दुहँनि के, बिधु लौं करत प्रकास ;
लाज अँधियारी दुहुँनि की, कहूँ न पावति बास ।

مطلب - طالب و مطلوب کے رخ انور چاند کی طرح روشنی پھیلا رهے هیں - بیچاری شرم کی ماری اندهیاری کو کہیں منهه چهپانے کا موقع نہیں ملتا -

بانهه چهڑائے جات هو نبل جان کے موفهه
هردے سوں جب جائی هو مرد بدونگا تونهه
(سور)

बाँह छुड़ाए जात हौ, निबल जानि कै मोहिं ;
हिरदै सों जब जाइ हौ, मर्द बदौंगा तोहिं ।

روایت هے که سور داس جی جب اپنی آنکهوں کا نور سری کرشن جی کے نذر کر چکے اور ان کی مدح و ثنا کی نظم مجبوراً دوسرے کے هاتهه سے لکهوانے لگے تو ایک دن ایسا اتفاق هوا که ایک انجان لڑکا ان کے پاس آ گیا اور ان کے دوهے لکهنے بیٹهه گیا- پیشتر اس کے که سورداس جی کی زبان سے کوئی لفظ نکلے وہ قلمبند کر سکتا تها گویا زبان سے نہیں بلکه مصنف کے دماغ سے الفاظ اڑا لیتا تها - جوں هی سورداس جی کو اس کا پته لگا وہ تاڑ گئے که یه معمولی لڑکا نہیں ان کے "چت چور"

(دل چرانے والے) سری کرشن جی خود تشریف رکھتے ہیں - فوراً اُٹھکر ہاتھہ پکڑ لیا اور چلانے لگے کہ "پکڑ لیا" "پکڑ لیا" مگر لڑ کا ہاتھہ چھڑا کر غائب ہوگیا- اسوقت سورداس جی نے اپنے جذبات کا اظہار مندرجہ بالا دلگداز دوھے میں کیا - ہندی نورتن کے مصنف نے اس روایت کو یوں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اندھے ہونے کی وجہ سے سورداس ایک کنویں میں گر پڑے اور چھہ دن تک اس میں پڑے رہے ساتویں دن انہیں کسی نے نکالا- سورداس جی نے سمجھا کہ خود کرشن بھگوان نے انہیں نکالا ہے - یہ سوچ کر انہوں نے نکالنے والے کے ہاتھہ پکڑ لئے لیکن وہ ہاتھہ چھڑا کر بھاگ گیا- اس پر انہوں نے یہ دوھا پڑھا -

مطلب - مجھے کمزور جان کر ہاتھہ چھڑا کر چلے تو جا رہے ہو (لیکن یہ کوئی بہادری نہیں) میں تو جب جانوں کہ میرے دل سے چلے جاؤ -

اس مضمون کو ایک اردو شاعر نے ادا کیا ہے -

مانا کہ چلے آپ میرے گھر سے نکل کر
جائینگے کہاں اس دل مضطر سے نکل کر

دیہہ سوکھہ پنجر بھئی رکت رہو نہ ماس
خالی جیرا رہ گیا واکی ناہیں آس (کبیر)

देह सूख पिंजर भई, रक्त रहो न मांस ;
खाली जियरा रह गया, बाकी नाहीं आस ।

مطلب – جسم سوکھہ کر ھڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا، نہ خون رھا اور نہ گوشت، صرف جان باقی ھے، اس کی بھی اب امید نہیں ھے-

چمچمات چنچل نین بچ گھونگھت پٹ جھین
مانھو سر سرتا بمل جل اُچھرت جگ مین
(بہاری)

चम चमात चंचल नयन, बिच घूँघट पट झीन ;
मानहु सुरसरिता बिमल, जल उछरत जुग मीन ।

مطلب - اس کی چنچل آنکھیں مہین گھونگھٹ کے اندر ایسی چمک رھی ھیں جیسے گنگا کے شفاف پانی میں دو مچھلیاں اُچھل رھی ھوں -

جوت جونھہ میں مل گئی نیک نہ ھوت لکھائے
سوندھی کے ڈورن لگی الی چلی سنگ جائے
(بہاری)

जुवति जोंह में मिलि गई, नेकु न होति लखाइ ;
औंधे के डोरन लगी, अली चली संग जाइ ।

جونھہ چاندنی – الی سکھی، بھونرا –

مطلب - وہ (چندربدنی - گورے رنگ والی) چاندنی میں (ایسی) مل گئی ہے کہ دکھائی نہیں دیتی (اس پر نظر رکھکر اس کے ساتھہ چلنا مشکل ہے ایسی حالت میں اس کی) سکھی (بھونرا سی سکھی) اس کے بدن کی خوشبو کے ڈور سے لگی ہوئی (بدن کی خوشبو کے سہارے) اس کے ساتھہ چل رہی ہے -

پائے مہاور دین کوں نائن بیٹھی آئے
پھر پھر جان مہاوری ایڑی موڑت جائے (بہاری)

पाय महावर देन को, नाइन बैठी आय;
फिरि-फिरि जानि महावरी, एँड़ी मोड़त जाय।

مطلب - پاؤں میں مہاور لگانے کو نائن آکر بیٹھی (لیکن اس حسینہ کی ایڑی کا رنگ ایسا لال ہے کہ نائن کو اس میں اور مہاور کی گولی میں کوئی فرق ہی نہیں معلوم ہوتا چنانچہ وہ اس دھوکے میں) ایڑی ہی کو مہاور کی گولی (مہاور کے گاڑھے رنگ میں روئی کو اچھی طرح بھگو کر نائن گولی سی بنا لیتی ہے اور پاؤں میں مہاور لگاتے وقت اسی سے رنگ نچوڑتی ہے اور لگاتی جاتی ہے- اسی کو مہاور کی گولی یا مہاوری کہتے ہیں) سمجھکر ملتی جاتی ہے (تاکہ لال رنگ نکل آئے)-

کہا بھیو جو بیچھرے مو من تو من ساتھ
(بہاری)
اُڑی جات کتنہوں گڑی تؤ اُڑا ایک ھاتھ

कहा भयो जो बीछुरे, मो मन तो मन साथ ;
उड़ी जाति कितहूँ गुड़ी, तऊ उड़ा एक हाथ ।

مطلب - (اگر اس وقت) ھم دونوں میں جدائی ھوگئی ھے تو کیا ھوا (میری پیاری گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ میرا من (دل) تو تیرے من کے ساتھہ (بندھا) ھے (جب تیرا جی چاھے مجھے اپنے پاس بلا سکتی ھے (جیسے) پتنگ کہیں اُڑتی ھوئی چلی جائے تو بھی (اس کی ڈور) اُڑانے والے کے ھاتھہ ھی میں رھتی ھے، جب جی چاھے اس کو اپنے پاس کھینچ لے -

کا گا سب تن کھائیو چن چن کھائیو مانس
(میرا بائی)
دوے نینا مت کھائیو پریہ درشن کی آس

कागा सब तन खाइयो, चुनि-चुनि खाइयो मांस ;
द्वै नैना मत खाइयो, प्रिय-दर्शन की श्रास ।

یہ دوھا بہت مشہور ھے لیکن یہ بہت کم لوگوں کو معلوم ھے کہ میرا بائی کا کہا ھوا ھے، اسی وجہ سے میں نے اس کو انتخاب

میں رکھہ لیا ھے - کرشن بھگوان کی جدائي میں جب میرابائی بہت بے تاب ھوئی تو اس نے ایک دن کوے کو مخاطب کرکے کہا - "اے کوے! تو میرے جسم کے تمام گوشت کو کھا لینا (مگر) میري دونوں آنکھوں کو مت کھانا (کیونکہ مرنے کے بعد بھی مجھے) پریتم کے درشن ھونے کی امید ھے -

دھان نہ بھاوے نیند نہ آوے برہ ستاوے موئے
گھائل سی گھومت پھروں رے میرا درد نہ جانے کوئے

धान न भावै नींद न आवै, बिरह सतावै मोय ;
घायल सी घूमत फिरूं रे, मेरा दरद न जानै कोय ।

(میرا بائی) از کویتا کومدی

مطلب - فراق محبوب میں نہ کھانا اچھا لگتا ھے نہ نیند آتی ھے (درد محبت نے) بسمل بنا دیا ھے چلتی پھرتی ھوں (مگر اس طرح جس طرح کوئی، چوٹ کھایا ھوا شکار)- میرے درد (جگر) کی کسی کو خبر نھیں - اس دوھے کا لطف کوئی فراق زدہ ھی اچھی طرح اٹھا سکتا ھے -

خواجہ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کی چھہ علامتیں بیان کی ھیں جن میں سے تین نشانیاں یہ ھیں "کم

خوردن و کم گفتن وخفتن حرام اس معیار پر میرابائی کے جذبات کو پرکھئے تو معلوم ہوگا کہ اس کی روحانی بے تابیاں عشق کے کس منزل پر تھیں - میرا بائی پھر کہتی ہے -

جو میں ایسا جانتی رے پریت کئے دکھ ہوئے
نگر ڈھنڈھورا پھیرتی رے پریت کرو مت کوئے

जो मैं ऐसा जानती रे, प्रीति किए दुख होय;
नगर ढिंढोरा फेरती रे, प्रीति करो मत कोय।

(میرابائی از کویتا کومدی)

ہائے کیا اس سے بہتر عشق کی ناکامیوں اور مجبوریوں کی تصویر کھینچی جا سکتی ہے؟ یہ دوہا بھی بہت مشہور ہے لیکن بہت کم لوگ اس سے واقف ہونگے کہ یہ سراپا درد میرابائی کا ہے -

"اگر مجھے یہ پہلے سے معلوم ہوتا کہ محبت میں تکلیف اُٹھانا پڑتا ہے تو تمام دنیا میں ڈھنڈھورا پٹوا دیتی کہ محبت کے آزار میں کوئی نہ پھنسے" اسی خیال کو ایک فارسی شاعر یوں ادا کرتا ہے -

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
نمی کردم بہ دل روشن چراغ آشنائی را

(اگر مجھے شروع ہی سے معلوم ہوتا کہ جدائی کا داغ اُٹھانا پڑے گا تو دل میں محبت کا چراغ کبھی روشن نہ کرتا -)

پیتم ہم تم ایک ہیں کہن سنن کو دوئے
من کو من سے تول لو دو من کبھو نہ ہوئے

प्रियतम हम–तुम एक हैं, कहन-सुनन को दोय ;
मन को मन से तौल लो, दो मन कबहुँ न होय।

مطلب - میرے پیارے، ہم تم دونوں ایک جان دو قالب ہیں (ہماری حالت بعینہ اس ترازو کی طرح سے ہے جس کے ہر دو پلڑے میں ایک ایک من رکھا جائے تو وہ دو من نہیں ہو سکتے) اگر من کو من سے تولا جائے تو وہ ایک ہی من ہوگا دو من کبھی نہیں ہو سکتا -

پھولت کلی گلاب کی سکھی یہ روپ لکھین
منو بلاوت مدھپ کو دے چٹکی کی سین (متی رام)

फूलति कली गुलाब की, सखि यह रूप लखैन ;
मनो बुलावति मधुप को, दे चुटकी की सैन।

مطلب - اے سکھی تو گلاب کی کلی کے پھولنے کی ادا کو

نہیں دیکھ رہی ہے - کلی پھولتی کیا ہے گویا وہ چٹکی کے اشارے سے شہد کی مکھی (یا بھونرے) کو بلا رہی ہے - سبحان اللہ -

کت دکھائے کامن دئی دامن کو نج بانھ
تھر تھرات سی تن پھرے پھر پھرات گھن مانھ
(رس لین بلگرامی)

कत देखाय कामिनि दई, दामिनि को निज बाँह ;
थर-थराति-सी तन फिरै, फर-फराति घन माँह ।

مطلب - کامنی (یعنی محبوب) نے اپنی بانھ کھول کر بجلی کو کیونکر دکھائی کہ اس کو (بجلی) بادل میں چین نہیں ملتا بلکہ وہ تڑپتی ہوئی چاروں طرف پھر رہی ہے -

پیا بن ناگن کاری رات
کبہوں جامنی ہوت جونہیا ڈس الٹی ہو جات
جنتر پھرت منتر نہیں لاگت گات سکھا تو جات
سورداس برھن اس بیا کل مری مری لہریں کھات
(سور) کویتا کومدی

पिया बिन नागिन कारी रात ;
कबहुँ जामिनी होत जुन्हैया डस उलटी हो जात ।
जंत्र फिरत मंत्र नहिं लागत गात सुखातो जात ;
सूरदास बिरहिन अस ब्याकुल मरि-मरि लहरें खात ।

جامنی اندھیری رات – جونہیا ستاروں بھری اوجالی رات ، چاندنی –

مطلب – معشوق کی جدائی میں اندھیری رات کالی ناگن کی طرح ہے – ستاروں بھری رات کی وھی کیفیت ہے جس طرح ناگن کاٹ کر الٹ جائے اور اس کے نیچے کا حصہ سفید دکھائی دے – آہ، اس پریم ناگن کے کاٹ کا نہ کوئی جنتر ہے نہ منتر – جسم سوکھتا چلا جاتا ہے – سورداس جدائی میں اس طرح تڑپ رہا ہے (گویا ناگن نے ڈس لیا ہے) اور ناگن لہرا رہی ہے – (گویا ناگن نے ڈس لیا ہے اور سورداس پیچ و تاب کے ساتھ لہریں کھاتا ہے)– کیا اس شاعری کا جواب ہو سکتا ہے ؟

بیتم کو من بھاوتی ملت بانھہ دے کنٹھہ
بانھہ چھٹے نا کنٹھہ تے نا ہیں چھٹے نہ کنٹھہ
(متی رام)

पीतम को मन भावती, मिलत बाँह दे कंठ ;
बाँही छुटै ना कंठ ते, नाहीं छुटे न कंठ ।

(मतिराम ग्रंथावली)

مطلب - (اے سکھی) عالم محویت میں اپنے پیارے کی خیالی تصویر کو دیکھکر گلے میں بانھیں ڈال دیتی ہوں (کہ گلے ملنے کی ناکام کوشش میں ہاتھ اسی کے گلے میں پڑے گا اور وہ کہے گی کہ محبوب کو گلے لگائے ہوئے ہے) اس عالم میں (نہ تو باہیں گلے سے چھوٹتی ہیں اور نہ گلا ہاتھ سے چھوٹتا ہے- یہ بیخودی عشق کا بڑھا ہوا درجہ ہے-

تیہ کو ملیو نہ پران پت سجل جلد تن میں
سجل جلد لکھہ کے بھئے سجل جلد سے نین
(متی رام)

तिय को मिल्यो न प्रानपति, सजल जलद तन मैन ;
सजल जलद लखिकै भए, सजल जलद से नैन ।

مطلب - (عورت فراق شوہر میں زندگی بسر کر رہی ہے) بدن میں اس طرح سے مستی چھائی ہوئی ہے جس طرح بادل پانی سے لبریز ہو (ایسی حالت میں) جب وہ پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کو دیکھتی ہے تو (فراق جیب میں) اس کی آنکھیں پانی سے بھرے ہوئے بادلوں کی طرح ہو جاتی ہیں -

الک مبارک تے بدن لٹک پری یوں صاف
خوشنویس منسی مدن لکھیو کانچ پرقاف (مبارک)

अलक मुबारक तिय बदन, लटकि परी यों साफ़ ;
खुश नवीस मुनसी मदन, लिख्यो काँच पर क़ाफ़ ।

مطلب - اے مبارک! (محبوب کے) روئے منور پر زلف اس طرح سے خم کھا کر رہ گئی ہے گویا منشی مہرن خوشنویس نے کانچ (شیشہ) پر حرف "ق" لکھہ دیا ہے - زلف کے حلقہ کی حرف "ق" سے تشبیہ کیسی مناسب ہے! کس قدر بلند پروازی ہے! ان کا مندرجہ ذیل دوھا اس سے بھی زیادہ پرمعنی ہے -

سب جگ پیرت تلن کو تھکیو چت یہ ھیر
تو کپول کو ایک تل سب جگ ڈاریو پیر (مبارک)

सब जग पेरत तिलन को, थक्यौ चित्त यह हेरि ;
तुव कपोल को एक तिल, सब जग डार्‌यो पेरि ।

مطلب - ساری دنیا تلوں کو تیل نکالنے کے لئے کولھو میں پیڑتی ہے لیکن میں تو یہ دیکھکر دم بخود ھو رھا ھوں کہ تیرے رخسار کے ایک تل نے سارے جہاں کو پیس ڈالا ہے (تباہ کر دیا ہے) -

کہت نہ دیور کی کوبت کل تیہ کلہ ڈرات
(بہاری)
پنجرگت منجار ڈھگ سکلوں سوکھت جات

कहति न देवर की कुबत, कुलतिय कलह डराति ;
पंजरगत मंजार ढिग, सुक लौं सूखति जाति ।

مطلب - اچھے گھر کی بہو اس خوف سے کہ کہیں خاندان میں جھگڑا نہ پیدا ہو جائے اپنے دیور کی شرارتوں کا کسی سے ذکر نہیں کرتی (لیکن اندر ھی اندر) حقیر چڑیا کی طرح سوکھتی جاتی ھے -

کیوں سہہ ھیں سکمار وہ پہلو برہ گوپال
جب واکے چت ھت بھیو چلن لگے تب لال
(متی رام گرنتھا ولی)

क्यों सहि है सुकुमार वह, पहिलो बिरह गोपाल ;
ज वाके चित हित भयो, चलन लगे तब लाल ।

مطلب - وہ نازک اندام بھلا فراق کی پہلی مصیبت کس طرح برداشت کر سکتی ھے (جبکہ یار سے) یہ جدائي تو عین ایسے وقت پر ھوئی ھے جب اس بے درد کے دل میں محبت پیدا ھونی شروع ھوئی تھی -

لاج چھٹی گیھو چھوٹیو سب سوں چھٹیو سنیھ
(متی رام)
سکھی کہیو وا نتھر سوں رھی چھوٹبے دیھ

लाज छुटी गेहौ छुट्यौ, सब सों छुट्यौ सनेह ;
सखि कहियो वा निठुर सों, रही छूटबे देह ।

مطلب - تمہاری محبت میں شرم و حیا گئی ' مکان چھٹا اور سب سے محبت بھی چھوٹ گئی - اے سکھی' اس بےدرد سے کہنا کہ بس اب تن سے روح نکلنے کو باقی ھے -

چلت لال کے میں کیو سجنی ھو پشان
(متی رام)
کہا کروں درکت نہیں بھرے بیوگ کرشان

चलत लाल के मैं कियो, सजनी हियो पखान ;
कहा करौं दर कत नहीं, भरे बियोग कृषान ।

مطلب - اے سکھی میں نے نند لال (سری کرشن جی) کی جدائی میں اپنے دل کو پتھر بنا لیا ھے (مگر ھائے میں) کیا کروں کہ اتنی زبردست جدائی کی آگ سے بھی اس میں سوز و گداز پیدا نہیں ھوتا۔

آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جل جائے
پاپی جیرا نا جلے جا میں آہ سمائے
(نا معلوم)

आह करूँ तौ जग जले औ, जंगल भी जल जाय;
पापी जियरा ना जले, जामें आह समाय।

ایک دکھیاری مہجور الم اپنے رنج و غم کا یوں اظہار کرتی ہے:—

مطلب - میری آہ سے سارا سنسار اور جنگل جلنے لگتا ہے (لیکن) یہ کمبخت دل ہی نہیں جلتا جس میں آہ بھری ہوئی ہے (چولھے کے اندر آگ بھری رہتی ہے اس سے تمام چیزیں جل جاتی ہیں لیکن خود چولھا نہیں جلتا) - میری آہ سے ساری دنیا تو جل جاتی ہے لیکن یہ نہیں ہوتا کہ اپنی آہ سے میں خود ہی بھسم ہو جاؤں سوز دل تن میں آگ لگادے تاکہ جدائی کی مصیبت سے نجات پاؤں - حقیقت تو یہ ہے کہ مایوسی اور درد و سوز کے خیالات بھاشا سے زیادہ اور کسی زبان میں ملنے مشکل ہیں -

انسون کے پرواہ میں ات بڑبے ترات
کہا کرے نیناں کو نیند نہیں نیرات

अंसुवन के परबाह मैं, अति बूड़िबे डेराति;
कहा करै? नैनानि को, नींद नहीं नियराति।

(ستی رام گرنتھاولی)

مطلب - برہ (جدائی) کی ماری کے قریب نیند کو بھی آنے میں ڈر لگتا ہے - آنکھوں سے ایسا دریائے اشک جاری ہے کہ اس کو پار کرنا دشوار ہے - وہ (نیند) ڈرتی ہے کہ اس میں پڑی اور ڈوبی پھر اس کو کہیں ٹھکانہ نہ ملے گا -

نیک سی کانکری جاکے پرے سو پیر کے مارے دھیرے دھرے نا
اے ری سکھی کل کیسے پرے جب آنکھ میں آنکھ پرے نکرے نا

नेकसी काँकरी जाके परै, वह पीर के मारे सुधीर धरै ना;
ऐ री सखी कल कैसे परै, जब आँखि में आँखि परै निकरै ना।

ساگر (کویتا کومدی)

مطلب - کسی کی آنکھ میں جب چھوٹی سی کنکری پڑ جاتی ہے تو درد کے مارے چین نہیں پڑتا - اے ری سکھی، تب کیسے چین پڑ سکتا ہے جب آنکھ میں آنکھ پڑ کر نہیں نکلتی (تیر نظر تو کلیجہ چھید دیتے ہیں) - کتنا پر کیف خیال ہے - کویتا کومدی میں سکھی کے بجائے "بھٹو" ہے -

انجن دے نکسے نت نینن منجن کے ات انگ سنوارے
روپ گمان بھری پگ میں پگ ھی کے انگوتھا انوت سدھارے
جوبن کے مد سوں متی‌رام بھئی متوارن لوگ نہارے
جات چلی یہی بھانت گلی بتھری الکیں اچرا نہ سنبھارے

अंजन दे निकसै नित नैननि, मंजन कै अति अंग सँवारै ;
रूप-गुमान-भरी मग मैं, पग ही के अँगूठा अनौट सुधारै ।
जोबन के मद सों 'मतिराम', भई मतवारिनि, लोग निहारै ;
जात चली यहि भाँति गली, बिथरो अलकैं, अचरा न सँभारै ।

(متی‌رام گرنتھاولی)

مطلب - روزانہ آنکھوں میں انجن لگا - نہا دھو اور اپنے تمام بدن کی آرائش کرکے وہ (سندري) بحالت خرام اپنے غرور حسن میں سرشار اپنی آنکھیں اپنے پاؤں کے انگوتھے پر جھکائے رکھتی ھے - متی‌رام کہتے ھیں کہ وہ مست شباب لوگوں کو دیکھتی ھوئی اس انداز سے چلی جارھی ھے کہ کاکلیں دوش پر بکھری ھوئی ھیں اور آنچل میں سنبھلا (گر پڑا ھے)-

---

فلسفۂ اخلاق و حسن معاشرت

ہیرا تہاں نہ کھولئے جہاں کنجڑے کی ہاٹ
(کبیر)
کس کر باندھو موٹری اٹھکر چالو باٹ

हीरा तहाँ न खोलिए जहँ कुंजड़े की हाट ;

कस कर बाँधो मोटरी, उठ कर चालो बाट ।

ہاٹ بازار-باٹ راہ-موٹری گٹھری -

(صوفی کبیر نہ ہندو تھے نہ مسلمان اس پر بھی ہندؤں اور مسلمانوں کے گرو اور پیر کہلائے-ان کے ماننے والوں کی تعداد اس وقت بھی تیس چالیس لاکھ سے کم نہ ہوگی - یہ وحدانیت کے قائل اور صوفی منش بزرگ تھے-ان کا کلام زیادہ تر تصوف، معرفت، فلسفہ، اخلاق اور دنیا کی بے ثباتی پر مشتمل ہے اور اس قدر پر اثر ہے کہ آج صدیاں گذر جانے پر بھی ان کے دوہے اور بھجن زبان‌زد خاص و عام ہیں - اس بیان میں زیادہ تر انہیں کا کلام ہے -)

مطلب - ھیرے جواھرات کو ایسے مقام پر جہاں کنجڑے کی دوکان ھے (بیچنے کے لئے) نہ کھولو - (غلطی نہ کرو اٹھو) اپنی گٹھڑی مضبوط باندھو اور اپنا راستہ لو (ایسے مقام پر جاؤ جہاں تمہارے جواھرات کا کوئی قدردان ھو - کنجڑے کی دوکان پر تو سوائے ترکاری کے اور کچھ نہیں بک سکتا)- خیال فرمائیے کتنی سبق آموز بات ھے -

پوچھنے والا جہاں کوئی نہ ھو
اس جگہ کیا آئیے کیا جائیے

اسی خیال کی تشریح آگے چل کر کبیر صاحب یوں کرتے ھیں

گاھک ملے تو کچھ کہوں ناتر جھگڑا ھوئے
اندھوں آگے روئیے اپنا دیدا کھوئے
(کبیر)

गाहक मिले तौ कुछ कहूँ, ना तरु झगड़ा होय ;
अंधों आगे रोइए, अपना दीदा खोय ।

ناتر نہیں تو، ورنہ - دیدا آنکھیں

مطلب - کوئی خریدار ملے تو اس سے کچھ مول بھاؤ بھی کروں ورنہ کسی (نا اھل سے) جھگڑا بحث کرنے سے کیا فائدہ

(کیونکہ) اندھوں کے سامنے روکر اپنی ہی آنکھوں کا نقصان کرنا ہے (کسی بیوقوف سے بحث کرکے اپنا وقت نہ خراب کرو اس سے سوائے نقصان کے فائدہ نہ ہوگا-)

(کبیر کا کلام اتنا پرمعنی اور بلیغ ہوتا ہے کہ اس کا مطلب بیان کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے- میں صرف لفظی ترجمہ کرتا جاؤنگا ناظرین اپنے خیال کے مطابق اس سے لطف اندوز ہولیں)-

کبیر دیکھ کے پرکھ لے پرکھ کے مکھ کو کھول
سادھ اسادھ کو جان لے سن سن مکھ کا بول (کبیر)

कबिरा देख के परख ले, परख के मुख को खोल ;
साधु असाधु को जान ले, सुन सुन मुख का बोल ।

مطلب - اے کبیر (جس سے ملنا منظور ہو پہلے) اس کی آزمائش کریے - جب وہ امتحان میں پورا اُترے تب اس سے بات چیت کر (اس سے دوستی بڑھا) - اچھے اور برے لوگوں کی خصلت اور طبیعت کا ان کی بات سن‌کر اندازہ کر لے (جب تک کسی کی طبیعت کا اندازہ نہ کرلے اس سے دوستی نہ کر) -

جب گن کا گاھک ملے تب گن لاکھہ بکائے
جب گن کا گاھک نہیں کوڑی بدلے جائے (کبیر)

जब गुन का गाहक मिले, तब गुन लाख बिकाय ;
जब गुन का गाहक नहीं, कौड़ी बदले जाय।

مطلب ۔ جب کوئی ہنر کا خریدار ہوتا ہے تو مال کے لاکھہ روپئے مل جاتے ہیں لیکن جب اس کا کوئی خریدار نہیں ہوتا تو ایک کوڑی میں بکتا ہے ۔ (جب کسی چیز کا کوئی قدردان ہوتا ہے تو وہ بہت قیمت پاتی ہے لیکن جب کوئی اس کا قدردان نہیں ہوتا تو وہ کوڑیوں میں بیچنی پڑتی ہے)۔ اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے ؟

ہیرا پرکھے جوہری شبد کو پرکھے سادھہ
جو کوئی پرکھے سادھہ کو تاکا متا اگادھہ (کبیر)

हीरा परखे जौहरी, शब्द को परखे साधु ;
जो कोइ परखे साधु को, ताका मता अगाध।

سادھہ نیک آدمی، سادھو ۔ متا، مت، عقل ۔ اگادھہ، بہت

مطلب ۔ جوہری ہیرے کو پرکھتا ہے اور سادھو لوگ شبد (آواز، عمل) کو پہچانتے ہیں لیکن جو سادھو کو پہچان جائے

اس کی عقل سب سے زیادہ تیز ہے (سادھو کا پہچاننا آسان نہیں۔)

برا جو دیکھن میں چلا برا نہ دیکھا کوئے
جب دل کھوجا آپنا مجھ سا برا نہ کوئے (کبیر)

बुरा जो देखन मैं चला, बुरा न दीखा कोयं ;
जब दिल खोजा आपना, मुझ-सा बुरा न कोय ।

مطلب — "میں (دنیا میں) برے لوگوں کی تلاش میں تھا لیکن مجھے کوئی برا نہ ملا مگر جب اپنے دل کو دیکھا (اپنے گریباں میں منھ ڈال کر غور کیا تو معلوم ہوا) کہ مجھسے برا کوئی نہیں" ۔ کتنا مکمل فلسفہ ہے جو دنیا کی برائی تلاش کیا کرتے ہیں ان سے زیادہ دنیا میں اور کون برا ہوسکتا ہے ۔

پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا پنڈت بھیا نہ کوئے
ڈھائی اچھر پریم کا پڑھے تو پنڈت ہوئے (کبیر)

पोथी पढ़-पढ़ जग मुआ, पंडित भया न कोय ;
ढाई अच्छर प्रेम का, पढ़े सो पंडित होय ।

مطلب ۔ کتابیں پڑھتے پڑھتے دنیا مری جاتی ہے لیکن کوئی پنڈت (عالم باعمل) نہیں ہوتا ۔ پنڈت جبھی ہو سکتا ہے کہ

صحبت کا مختصر سبق پڑھے (ساری دنیا سے پیار و محبت کا سلوک کرے ورنہ کتابیں پڑھنے سے تو کوئی پنڈت نہیں ہو سکتا جب تک اس سے خلق خدا کا فائدہ نہ ہو) -

جاکو راکھے سائیاں مار نہ سکھے کوئے
بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے

जाको राखे साँइयाँ, मार न सकिहै कोय ;
बाल न बाँका कर सके, जो जग बैरी होय ।

مطلب - جس کا خدا نگہباں ہو اس کو کوئی نہیں مار سکتا خواہ سارا زمانہ اس کا دشمن ہو جائے لیکن اس کا بال تک بانکا نہیں کر سکتا -

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

کبیرا کاھو اس کہیو کان لے گیا کاگ
کان ٹٹول نہ دیکھیا کاگ سنگ رھا بھاگ (کبیر)

कबिरा काहू अस कह्यौ, कान ले गया काग ;
कान टटोल न देखिया, काग संग रहा भाग ।

مطلب - کبیر کسی نے کسی سے کہ دیا کہ تیرا کان کوا لے گیا- (یہ سنکر) اس نے اپنا کان تو ٹٹول کر نہ دیکھا (کہ واقعی کوا کان لے گیا یا نہیں) بلکہ کوے کے پیچھے بھاگنے لگا - کسی سے کوئی بات سن‌کر جب تک خود تصدیق نہ کرے اس کا یقین نہ کرنا چاھئے - جو لوگ صرف سنی سنائی باتوں پر کوئی کام کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں وہ بے وقوف ہیں -

ایسی بانی بولئے من کا آپا کھوئے
(کبیر)
اورن کو سیتل کرے آپھو سیتل ہوئے

ऐसी बानी बोलिए, मन का आपा खोय ;
औरन को सीतल करै, आपहुँ सीतल होय ।

مطلب - تو سب سے ایسی باتیں کر جس سے خودی مٹ جائے (کسی سے اکڑ کر بات چیت نہ کر)- اوروں کو خوش کر تیرا بھی دل خوش ہو جائیگا - (جب تو دوسروں کے رنج و راحت کا خیال کرے گا تو دوسرے بھی تیرے ساتھہ اچھا سلوک کرینگے) اس کی مکرر تشریح یوں کرتے ہیں :—

جو تو کو کانٹا بووے تاھی بوو تو پھول
(کبیر)
تو کو پھول کے پھول ہیں واکو ہیں ترسول

जो तोको काँटा बुवे, ताहि बोव तू फूल ;
तोको फूल के फूल हैं, वाको हैं तिरसूल।

مطلب - جو تیرے لئے کانٹا بوتا ہے (تیری برائی کرتا ہے) تو اس کے لئے پھول بو (اس کے ساتھ نیکی کر) - تونے پھول بویا ہے تجھے پھول ہی ملے گا (تجھے نیکی کا بدلہ نیکی ہی ملے گا) اور (جس نے کانٹے بوئے ہیں) اس کے لئے تین کانٹے ہیں - "جو بوؤ گے وہی کاٹو گے" - نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ہے -

بڑا ہوا تو کیا ہوا جیسے پیڑ کھجور
(کبیر)
پنتھی کو چھایا نہیں پھل لاگے اتی دور

बड़ा हुआ तो क्या हुआ, जैसे पेड़ खजूर ;
पंथी को छाया नहीं, फल लागे अति दूर।

مطلب - تمہارے کھجور کی طرح سے بڑے ہونے سے کیا ہوا جس طرح کھجور لمبی ہوتی ہے مگر اس کے نیچے مسافروں کو سایہ نہیں ملتا اور اس کا پھل بھی بہت بلندی پر لگتا ہے - تمہاری بڑائی سے کسی کو فیض نہیں اگر خدا نے دنیا میں تمہیں بڑا بنایا ہے تو خلق خدا کو فائدہ پہنچاؤ)-

روڑا ہوا تو کیا ہوا جو پنتھی کو دکھ دیہہ
سادھو ایسا چاہئے جس پینڈے کی کھیہ (کبیر)

रोड़ा हुआ तो क्या हुआ, जो पंथी को दुख देहि ;
साधू ऐसा चाहिए, जस पैंडे की खेह।

روڑا ڈھیلا - پنتھی رہرو مسافر-پینڈے راہ - کھیہ خاک

مطلب-ڈھیلا بننے سے کیا فائدہ جس سے مسافروں کو تکلیف ہو - سادھو تو ایسا ہونا چاہئے جیسے راستے کی خاک (یعنی انتہائی منکسر و عاجز) جب تک خاک رہ گذر نہیں بنے گا مرشد کامل کا درجہ نہیں حاصل ہوسکتا اس کےلئے انکسار کی ضرورت ہے -

کٹل بچن سب سے برا جار کرے تن چھار
سادھو بچن جل روپ ہے برسے امرت دھار (کبیر)

कुटिल बचन सबसे बुरा, जार करै तन छार ;
साधु बचन जल रूप है, बरसे अमरत धार।

کٹل کڑوی، سخت

مطلب - کڑوی بات بہت بری ہے جس سے جسم میں آگ لگ جاتی ہے (کڑوی باتوں کے تیر سے جسم چھلنی ہوجاتا ہے) -

نیک آدمیوں کی بات پانی کی مثل ہے جس سے آب حیات کی بارش ہونے لگتی ہے -

ست سنگ سے سکھ اوپجے ست سنگ سے دکھ جائے
کہیں کبیر تہاں جائے سادھو سنگ جہاں پائے
(کبیر)

सत-सँग से सुख उपजे, सत-संग से दुख जाय ;
कहै कबीर तहँ जाइए, साधु-सँग जहँ पाय ।

مطلب - اچھی صحبت سے دکھ دور ہوجاتا ہے اور خوشی حاصل ہوتی ہے - کبیر فرماتے ہیں جہاں اچھی صحبت ہو وہیں جائیے -

جاکو جس ہے جگت میں جگت سراہے جاہ
تاکو جیون سپھل ہے کہت اکبر ساہ

जाको जस है जगत में, जगत सराहै जाहि ;
ताको जीवन सफल है, कहत अकब्बर साहि ।

شہنشاہ اکبر از مسر بندھو ونود

مطلب - جو نیک ہے اس کی دنیا تعریف کرتی ہے - شاہ اکبر کہتے ہیں کہ (ایسے آدمی کی) زندگی اکارتھ نہیں گئی -

جہاں دیا تہاں دھرم ھے جہاں لوبھہ تہاں پاپ
جہاں کرودھہ تہاں کال ھے جہاں چھما تہاں آپ (کبیر)

जहाँ दया तहँ धर्म है, जहाँ लोभ तहँ पाप ;
जहाँ क्रोध तहँ काल है, जहाँ छमा तहँ आप।

دیا رحم-کرودھہ غصہ-چھما معافی

مطلب - جہاں رحم سے کام لیا جاتا ھے وھیں دھرم ھے - جہاں لالچ ھے وھاں پاپ ھے جہاں غصہ ھے وھاں موت ھے اور جہاں معافی سے کام لیا جاتا ھے وھاں وہ خود ھے (رحم سے دھرم، لالچ سے دوزخ، غصہ سے موت اور معافی سے خود خدا ملتا ھے) -

چاہ گئی چنتا متی منوا بے پرواہ
جن کو کچھو نہ چاھئے سوئی ساھن ساہ (کبیر)

चाह गई चिंता मिटी, मनुश्रा बे परवाह ;
जिन को कछू न चाहिए, सोई साहंसाह।

مطلب - خواھش گئی اور فکر متی اب دل بے پروا ھے - جس کی کوئی خواھش نہ ھو وھی شہنشاہ ھے - یہی مضمون شیخ سعدی نے فارسی میں لکھا ھے کہ —

اے قناعت تونگرم گردان - کہ و رائے تو ہیچ نعمت نیست

میں بھونرا توھیں برجیا بن بن باس نہ لیئے
(کبیر)
اٹکے گا کہوں بیل سے ترپ ترپ جی دیئے

मैं भँवरा तोहिं बरजया, बन-बन बास न लेय ;
अटकेगा कहुँ बेल से, तड़प-तड़प जिय देय ।

مطلب - اے بھونرے ! میں نے تجھے کئی مرتبہ منع کیا ھے (کہ ھرے بھرے پھولوں سے لدے) جنگلوں میں (پھر کر) خوشبو نہ سونگھاں کر - بیلوں میں پھنس کر (کسی دن تو) ترپ ترپ کر مرجائے گا - (تو جس گلاب کے پھول پر فریفتہ ھے اسی گلاب میں کانٹے لگے ھیں، جس کیوڑے کی خوشبو پر تو جان دیتا ھے اس کی جڑ میں سانپ رہتے ھیں - تو جنگلوں میں مارا مارا نہ پھر، وھاں سانپ اور بچھوؤں کا مسکن ھے - خاردار جھاڑیاں ھیں پیچدار بیلیں ھیں اگر تو میرا کہنا نہ مانے گا تو کسی دن ان بیلوں میں پھنس کر اپنی جان گنوا بیٹھے گا -)

کبیر سنگت سادھ کی جیوں گندھی کی باس
(کبیر)
جو کچھ گندھی دے نہیں تو بھی باس سو باس

कबिरा संगत साधु की, ज्यों गंधी की बास;
जो कुछ गंधी दे नहीं, तौ भी बास सुबास।

مطلب - اے کبیر اچھوں کی صحبت کیا ہے عطر فروش کی خوشبو ھے - (جیسے) عطر فروش کے پاس بیٹھنے سے اگر وہ کچھہ (عطر) نہ دے تو بھی (کپڑوں میں) خوشبو آجاتی ھے اسی طرح اچھے لوگوں کی صحبت کا حال اگر ان سے تجھکو کوئی فیض بھی حاصل نہ ھوا تو کم سے کم ان کی صحبت کا مفید اثر تجھے مل جائے گا-

آب گئی آدر گیا نینن گیا سنیہہ
یہ تینوں تب ھی گئے جب ھی کہا کچھہ دیہہ
(کبیر)

आब गई आदर गया, नैनन गया सनेह;
यह तीनों तब ही गए, जबहि कहा कुछ देह।

مطلب - خود داری، خاطرداری اور آنکھوں کی مروت یہہ تینوں چیزیں تمہارے کسی کے سامنے ھاتھہ پھیلاتے ھی جاتی رھتی ھیں - "القرض مقراض المحبت" (کسی سے قرض مانگنا دوستی کا رشتہ توڑتا ھے - قرض محبت کی قینچی ھے -

سبھی سہایک سبل کے ابل نہ کوئی سہائے
پون جگاوت آگ ھی دیپ ھی دیت بجھائے

सभी सहायक सबल के, अबल न कोइ सहाय ;
पवन जगावत आग ही, दीपहि देत बुझाय।

वृन्द ورند (از کویتا کومدی)

سبل - طاقتور - پون - هوا

مطلب - طاقتور کی هر شخص مدد کرتا هے (لیکن) کمزور کو کوئی مدد نہیں دیتا جیسے هوا آگ کو اور بھڑکا دیتی هے لیکن چراغ کو گل کردیتی هے - تمثیل نے اس دوهے میں جان ڈال دی هے -

کام نه کاهو آوئی مول نه کوؤ لیئے
بازو ٹوٹے باز کو صاحب چارہ دیئے
(رحیم)

काम न काहू आवई, मोल न कोऊ लेइ ;
बाज टूटे बाज को, साहब चारा देइ।

مطلب - جب باز کے بازو ٹوٹ جاتے هیں تو نه تو وہ کسی کے کام آتا هے اور نه اسے کوئی خریدتا هے (لیکن ایسی حالت میں بھی) پروردگار عالم اس کو چارہ پہنچاتا هے (وہ ایسی نازک کسی حالت میں اپنی مخلوق کو نہیں بھولتا) -

کھیر خون کھانسی خوسی بیر پریت مدھو پان
(رحیم یا رحمن)
رحمن دابے نا دبے جانت سکل جہان

खैर खून खांसी खुसी, बैर प्रीति मधु-पान ;
रहिमन दाबे ना दबैं, जानत सकल जहान ।

مطلب ۔ خیرات خون کھانسی خوشی دشمنی، محبت اور شراب کا استعمال (یہ ایسی چیزیں ہیں) جن کو پوشیدہ رکھنا مشکل ہے سارا زمانہ واقف ہوجاتا ہے ۔ دنیا کی بات ایک دوہے میں بیان کردی ہے ۔

مکتا کر کر پور کر چاتک ترش ہر سوئے
(رحیم)
ایتو بڑو رحیم جل کوتھل پرے بس ہوئے

मुकता कर करपूर कर, चातक तृषहर सोय ;
एतो बड़ो रहीम जल, कुथल परे विष होय ।

مکتا موتی ۔ کرپور کافور ۔ کوتھل خراب ۔ بس زہر

مطلب ۔ اے رحیم پانی کی بھی کیا نرالی شان ہے ۔ اسی سے چاتک کی پیاس بجھتی ہے ۔ سمندر میں گرتا ہے

تو موتی اور کیلے میں کافور پیدا کرتا ہے - مگر سانپ کے منھہ میں گرتا ہے تو زہر بن جاتا ہے (اسی طرح اچھے انسان پر صحبت کا اثر پڑتا ہے) -

پہلے نج برتن دیہو ابے
پھر پاوہیں ناگر لوگ سبے
پھر دیو سبے نج دیسن کو
اوبرو دھن دیہو بدیسن کو

पहले निज बर्तिन देहु अबै,
फिर पावहिं नागर लोग सबै।
फिर देहु सबै निज देसिन को,
उबरो धन देहु बिदेसिन को।

کیشو (از ہندی نورتن)

مطلب - (اگر تمہارے پاس کافی دولت ہے اور خیرات کرنا چاہتے ہو تو) پہلے اپنے خاندان والوں کو دو پھر اگر اس سے بچے تو گاؤں کے حاجتمندوں کو دو اگر اس سے بھی فاضل ہو تو اپنے ہم وطن کو دو اگر اس سے بھی بچے تب پردیسیوں کو دو -

"اول خویش بعدہ درویش" کا مشہور اصول خیرات کے متعلق سمجھایا ہے -

کھیرا کو منہہ کات کے - ملت لون لگائے
رحمن کروئے مکھن کو چھٹے یہی سزائے

खीरा को मुँह काटिके, मलियत लोन लगाय;
रहिमन करुए मुखन को, चहिए यही सजाय।

رحمن یا رحیم (از کویتا کومدی)

مطلب - کھیرے کے کڑوے پن کو دور کرنے کے لئے اس کا منہہ کات کر اس پر نمک ملا جاتا ہے - اے رحمن! بدزبان کو ایسی ہی سزا دینی چاہئے -

بگری بات بنے نہیں لاکھہ کرو کن کوئے
رحمن بگرے دودھہ کو متھے نہ ماکھن ہوئے

बिगरी बात बने नहीं, लाख करौ किन कोय;
रहिमन बिगरे दूध को, मथे न माखन होय।

رحمن (از کویتا کومدی)

مطلب - لاکھ جتن کرنے سے بھی بگڑی بات نہیں بنتی - اے رحمن بگڑے (خراب) دودھ کو متھنے سے مکھن نہیں نکلتا -

فرضی شاہ نہ ہو سکے گت ٹیڑھی تاثیر
رحمن سودھی چال تے پیادہ ہوت وزیر
(رحمن)

फ़रज़ो शाह न हो सके, गति टेढ़ो तासीर ;
रहिमन सूधी चाल ते, प्यादा होत वज़ीर ।

مطلب - ٹیڑھی چال سے وزیر (شترنج کا مہرہ) بادشاہ نہیں ہو سکتا لیکن سیدھی چال چلنے کا یہ اثر ہے کہ پیادہ وزیر ہوجاتا ہے - عبدالرحیم خانخاناں رحمن یا رحیم کا یہ دوھا کتنا سبق آموز ہے -

---

مذمت اہل دنیا

پنڈت اور مشعلچی دونوں سوجھے ناتھہ
اورن کو کرے چاندنا آپ اندھیرے ماتھہ
(کبیر)

पंडित और मशालची, दोनों सूझै नाहिं;
औरन को करे चाँदना, आप अँधेरे माहिं।

مطلب - پنڈت اور مشعلچی دونوں کو کچھہ نہیں سوجھتا - یہ دوسروں کو تو روشنی پہنچاتے ہیں لیکن خود اندھیرے میں رہتے ہیں - (چراغ تلے اندھیرا) - وہ پنڈت جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ گویا مشعلچی ہے کہ خود اندھیرے میں رہتا ہے لیکن دوسروں کو روشنی میں رکھتا ہے -

ناری کی چھائیں پڑے اندھے ہوت بھجنگ
کبیر تن کی کون گتی جو نت ناری کے سنگ
(کبیر)

नारी की झाईं पड़े, अंधे होत भुजंग;
कबीर तिनकी कौन गति, जो नित नारि के संग।

بھجنگ سانپ -

مطلب - عورت کی پرچھائیں سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے (مشہور ہے کہ حاملہ عورت کا سایہ اگر سانپ پر پڑجائے تو اس کو راستہ نہیں سوجھائی دیتا اور وہ تہر

جاتا ھے) - اے کبیر ان لوگوں کی کیا گت بنتی ھوگی جو ھمیشہ عورتوں کے ساتھہ رھتے ھیں -

پر ناری پینی چھری مت کوؤ لاگے انگ
دس مستک راون گئے پرناری کے سنگ
(کبیر)

पर-नारी पैनी छूरी, मत कोइ लागे अंग ;
दस मसतक रावन गए, पर-नारी के संग ।

مطلب - پرائی عورت تیز چھری ھے کوئی اس کو اپنے پاس نہ رکھے - پرائی عورت (شریمتی سیتا جی) کو پاس رکھنے کی سزا میں راون کو اپنے دس سر کٹانے پڑے -

پر ناری کا راچنا جیوں لھسن کا کھان
کونے بیٹھے کھائیے پرگت ھوئے ندان
(کبیر)

पर-नारी का राचना, ज्यों लहसुन का खान ;
कोने बैठे खाइए, परगट होय निदान ।

ندان آخرکار -

مطلب - پرائی عورت کو اپنے پاس رکھنا گویا لھسن کا کھانا ھے - چاھے کتنا ھی پوشیدہ ھوکر گوشہ تنھائی میں

(لهسن) کیوں نہ کھایا جائے اس کی (بدبو) آخر کار ضرور اڑتی ہے (اور دنیا جان جاتی ہے) -

چھوٹی موٹی کامنی سب ہیں بس کی بیل
بیری مارے داؤں سے یہ مارے ہنس کھیل (کبیر)

छोटी-मोटी कामिनी, सब हैं बिस की बेल ;
बैरी मारे दाँव से, यह मारे हँस खेल ।

مطلب - چھوٹی ہو یا بڑی ہر طرح کی عورت زہر کی بیل (گانٹھ) ہوتی ہے - دشمن تو فریب سے مارتا ہے - لیکن یہ ہنس کھیل کر مارتی ہے

معلوم ہوتا ہے کہ کبیر جی عورتوں کے بہت خلاف ہیں لیکن کوئی ہندی شاعر (مجھے نام نہیں معلوم ہو سکا) عورتوں کی یوں تعریف کرتا ہے کہ -

ناری نندا مت کرو ناری نر کی کھان
ناری ہی سے اوپجے دھرو پہلاد سمان

नारी निंदा मत करो, नारी नर की खान ;
नारी ही से ऊपजे, ध्रुव पहलाद समान ।

مطلب - عورتوں کی برائی نہ کرو - عورت ھی مرد کا معدن ھے (یعنی عورتوں ھی کے پیٹ سے مرد پیدا ھوتے ھیں) عورتوں ھی سے دھرو پرھلاد ایسے خدا رسیدہ لوگ عالم وجود میں آئے -

مورکھہ کے سمجھاوتے گیان گانٹھہ کا جائے
کویلا ھوئے نہ اوجلا چاھے سومن صابن لائے
(کبیر)

मूरख के समझावते, ज्ञान गाँठि का जाय;
कोयला होय न ऊजला, चाहे सौ मन साबुन लाय।

مطلب - بیوقوف کو سمجھانے میں اپنی بھی عقل جاتی رهتی ھے (دماغ خراب ھوجاتا ھے اور کچھہ فائدہ نہیں ھوتا جس طرح) کوئلہ کو چاھے سو من صابن سے دھوؤ وہ صاف نہیں ھوسکتا -

سادھو بھیا تو کیا بھیا مالا پہنی چار
باھر بھیس بنائیا بھیتر بھرا بھنگار
(کبیر)

साधू भया तो क्या भया, माला पहनी चार;
बाहर भेस बनाइयाँ, भीतर भरा भुँगार।

مطلب - (بگلا بھگت سادھوؤں کی طرف اشارہ ھے کہ) گلے میں چار مالا ڈال کر اور اوپر سے گیروا لباس پہنکر سادھو بن گئے (لیکن) دل میں خیانت بھری ہوئی ھے - (ایسے بگلا بھگت سادھوؤں سے بچو)

کیس مونڈائے کیا ھوا مونڈا سو سو بار
من کو کیوں نہیں مونڈئے جامیں بسے ویکار (کبیر)

केस मुँडाये क्या हुआ, मूँड़ा सौ सौ बार;
मन को क्यों नहिं मूँड़िये, जामे बसे विकार।

مطلب - سر گھٹا کر (پنڈا مہاتما) بننے سے کیا فائدہ؟ تو اپنے دل کو کیوں نہیں صاف کرتا جس میں ھر طرح کی خرابی ھے - (سر کئی کئی دفعہ مونڈانا پڑتا ھے لیکن دل کو ایک مرتبہ صاف کرلے تو روز روز کی تکلیف سے بچ جاے) -

تن کو جوگی سب کریں من کو کرے نہ کوئے
سہجے سب سدھی پائیے جو من جوگی ھوئے (کبیر)

तन को जोगी सब करैं, मन को करै न कोय;
सहजय सब सुधि पाइए, जो मन जोगी होय।

مطلب - تن کا جوگ سب کو پسند ھے (بدن سجاکر، گیروا لباس پہن کر جوگی بن جاتے ھیں لیکن) دل کو کوئی جوگی نہیں بناتا (دل کی کوئی آرائش نہیں کرتا) اگر دل کو جوگی بنا لیا جائے تو سب کام آسانی سے بن جائیں (اور خدا مل جائے) -

اوچھے نر کے پیٹ میں رھے نہ موتی بات
آدھہ سیر کے پاتر میں کیسے سیر سمات

ओछे नर के पेट में, रहै न मोटी बात ;
आध सेर के पात्र में, कैसे सेर समात ।

ورند (از ھندی کویتا کومدی)

مطلب - جو کم ظرف ھوتے ھیں وہ کوئی بڑی بات نہیں چھپا سکتے جیسے آدھہ سیر والے برتن میں ایک سیر نہیں سما سکتا - (ورند شہنشاہ اورنگ زیب کے درباری شاعر تھے بعد میں یہ عظیم‌الشان کے درباری‌شاعر ہوگئے تھے) -

ھت پنیت سب سوارتھہ ھي ار اسدھہ بن چانڑ
(تلسی دوھاولی)
نج مکھہ مانک سم دسن بھوم پریتے ھاڑ

हित पुनीत सब स्वारथहि अरि असिद्ध बिन चाँड़ ;
निज मुख मानिक सम दसन, भूमि परेते हाड़ ।

مطلب ـ جس طرح منھہ کی زینت ہونے کی وجہ سے دانتوں کی تشبیہ موتیوں سے دی جاتی ہے لیکن وہی جب ٹوٹ کر زمین پر گرجاتے ہیں تو ہڈی کی طرح چھونے میں بھی ناپاک سمجھے جاتے ہیں اسی طرح مطلب کے وقت سب لوگ محبت آمیز باتیں کرتے ہیں لیکن مطلب نکل جانے کے بعد وہی دشمن کی طرح تکلیف دہ معلوم ہونے لگتے ہیں۔

نیچ نچائی نہیں تجے سجن ہو کے سنگ
تلسی چندن بٹپ بس بن بش بھئے نہ بھوانگ
(تلسی دوھاولی)

नीच निचाई नहिं तजै, सज्जनहू के संग ;
तुलसी चंदन-विटप बसि, बिनु बिष भए न भुअंग ।

مطلب ـ جس طرح چندن ایسے پاکیزہ اور خوشبودار درخت میں لپٹے رہنے سے سانپ اپنے زہریلے اثر کو نہیں چھوڑ سکتا اسی طرح کمینہ انسان بزرگوں کے پاس رہ کر بھی اپنی کمینہ خصلت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

رحمن نیچ پرسنگ سوں لگت کلنک نہ کاھی
دودھ کلاری کر گہے مدھی کہے سب کاھی
(رحمن)

रहिमन नीच-प्रसंग सों, लगति कलंक न काहि ;
दूध कलारी कर गहे, मदहि कहै सब काहि ।

مطلب - اے رحمن بروں کی صحبت میں رہ کر کون برا نہیں ہوتا (اچھے بھی برے ہوجاتے ہیں) - جیسے کلال کے ہاتھہ میں دودھہ کا پیالہ دیکھکر بھی لوگوں کو اس پر شراب کا دھوکا ہوتا ہے (سب اس کو شراب سمجھتے ہیں) -

نہائے دھوئے کیا بھیا جو من کا میل نہ جائے
مین سدا جل میں رہے دھوئے باس نہ جائے
(کبیر)

नहाए धोए क्या भया, जो मन का मैल न जाय ;
मीन सदा जल में रहे, धोए बास न जाय ।

مین مچھلی -

مطلب - اگر دل کا میل تونے نہیں دھویا (اگر تیرا دل صاف نہیں ہے) تو نہانے دھونے سے (گنگا اشنان کرنے سے) کیا فائدہ ؟ مچھلی ہمیشہ پانی میں رہتی ہے پھر

بھی اس کی بدبو دور نہیں ہوتی (اگر دل کی کثافت کو دور نہ کرے گا تو یہ ظاہرا نہانا دھونا تیرا فضول ہے)۔

کملا تھر نہ رحیم کہہ یہ جانت سب کوئے
پرش پراتن کی بدھو کیوں نہ چنچلا ہوئے (رحیم)

कमला थिर न रहीम कहि, यह जानत सब कोय ;
पुरुष पुरातन की बधू, क्यों न चंचला होय।

کملا دولت۔

مطلب۔ اے رحیم یہ سب کو معلوم ہے کہ دولت کو قیام نہیں (یہ آج ایک گھر میں ہے تو کل دوسرے گھر میں)۔ بوڑھے مرد کی عورت کیوں نہ چنچل ہو (جس طرح دولت ایک گھر میں ہمیشہ نہیں رہتی اسی طرح بوڑھے مرد کی عورت بھی ایک جگہ ٹھہرنا پسند نہیں کرتی)۔

تمثیل کی قوت سے رحیم نے دوہے کی خوبی کو بڑھا دیا ہے۔

اتم مدھیم نیچ گت پاہن سکتا پان
پریت پریچھا تیہن کی بیربت کرم جان (تلی دوھاولی)

उत्तम मध्यम नीच गति, पाहन सिकता पानि ;
प्रीति परिच्छा तिहन की, बैर बितिक्रम जानि ।

مطلب - شریفوں کی دوستی پتھر کی لکیر کی طرح دائمی ہوتی ہے - معمولی آدمیوں کی دوستی ریت کی دیوار کی طرح چند روزہ رہتی ہے اور کمینوں کی دوستی پانی کی لکیر کی طرح فوراً مٹ جانے والی ہوتی ہے - اس اصول سے تینوں کی دشمنی کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے (یعنی شریفوں کی دشمنی پانی کی لکیر کی طرح جلد مٹ جاتی ہے - معمولی آدمیوں کی دشمنی ریت کی دیوار کی طرح کچھ عرصہ تک رہتی ہے لیکن کمینوں کی دشمنی پتھر کی لکیر کی طرح کبھی نہیں مٹتی) -

---

تصوف - معرفت - حقیقت

جیوں تل ماھیں تیل ہے جیوں چکمک میں آگ
تیرا پریتم تجھ میں جاگ سکے تو جاگ
(کبیر)

ज्यों तिल माहीं तेल है, ज्यों चकमक में आग ;
तेरा प्रीतम तुझ में, जाग सके तौ जाग ।

مطلب - جس طرح تل میں تیل ہوتا ہے اور چقماق میں آگ (اسی طرح) تیرا پیارا تیرے دل کے اندر ہے ہوشیار ہونا ہے تو ہوشیار ہوجا (چشم دل کو وا کر خدا قدرت کا تماشہ کی نظر آجائے گا) -

سمرن سرت لگائے کے مکھہ تے کچھہ نہ بول
باہر کے پٹ موند کے انتر کے پٹ کھول (کبیر)

सुमिरन सुरत लगायके, मुख ते कुछ न बोल ;
बाहर के पट मूँद के, अंतर के पट खोल ।

مطلب - خدا کو دل ہی دل میں یاد کر اور زبان سے کچھہ نہ کہہ - باہر کا کواڑ بند کردے (ظاہرداری چھوڑ دے) اور اندر کا کواڑ کھول لے (چشم دل کو وا کر) کہنے سے کچھہ حاصل نہ ہوگا خدا کو دل سے یاد کر) -

جب ہی نام ہردے دھریو بھیو پاپ کو ناس
جیسے چنگی آگ کی پڑی پرانی گھاس (کبیر)

जबहिं नाम हृदय धर्‌यौ, भयो पाप को नास ;
जैसे चिनगी आग की, पड़ी पुरानी घास ।

پاپ گناہ - چنگی چنگاری-

مطلب - جہاں تونے صدق دل سے خدا کا نام لیا تو اسم باری گناہوں کو بالکل اسی طرح بھسم کردے گا جس طرح آگ کی ذرا سی چنگاری پرانی گھاس کو جلا دیتی ھے -

کبیر مکھہ سوئی بھلا جا مکھہ نکسے نام
جا مکھہ نام نہ نیکسے سو مکھہ ھے کس کام
(کبیر)

कबीर मुख सोई भला, जा मुख निकसे नाम ;
जा मुख नाम न नीकसे, सो मुख है किस काम ।

مطلب - اے کبیر مونھہ وھی اچھا ھے جس سے خدا کا نام نکلے - جس منھہ سے خدا کی تعریف بیان نہ ھو وہ بھلا کس کام کا ؟

مالا تو کر میں پھرے جیبھہ پھرے مکھہ مانھہ
منوا تو چھوں دس پھرے یہہ تو سمرن نانھہ
(کبیر)

माला तो कर में फिरै, जीभ फिरै मुख माहिं ;
मनुआ तो चहुँ दिस फिरै, यह तो सुमिरन नाहिं ।

کر ہاتھہ –

مطلب – تسبیح تو ہاتھہ میں پھر رہی ہے اور زبان منھہ کے اندر چلتی ہے – دل چاروں طرف بھٹکتا پھرتا ہے یہہ تو عبادت نہیں ہے – (عبادت کے لئے یکسوئی کی ضرورت ہے اور وہ تجھے حاصل نہیں ہے) –

مالا پھیرت جگ موا مٹا نہ من کا پھیر
کر کا من کا ڈال دے تو من کا من کا پھیر (کبیر)

माला फेरत जग मुआ, मिटा न मन का फेर ;
कर का मन का डाल दे तू, मन का मन का फेर ।

من دل – منکا تسبیح –

مطلب – تسبیح ہلاتے ہلاتے دنیا تباہ ہوئی لیکن دل کا میل نہ دور ہوا – ہاتھہ کی تسبیح پھینک دے اور دل کی تسبیح پھیر (خدا کو دل سے یاد کر دکھانے کے لئے تسبیح کو ہاتھہ میں رکھنا فضول ہے) –

سمجھے تو گھر میں رہے پردا پلک لگائے
تیرا صاحب تجھہ میں انت کہوں مت جاے (کبیر)

समझै तौ घर में रहे, परदा पलक लगाय;
तेरा साहब तुझ में, अन्त कहूँ मत जाय।

مطلب—اگر تو عقلمند ھے تو گھر ھی میں پلکوں کا پردا لگاکر بیٹھئے (تمام دنیا کی نمائشوں سے بے نیاز ھوکر خدا کو یاد کر) - تیرا خدا تجھه میں ھے کہیں باھر جانے کی ضرورت نہیں - (جنگل میں مارے مارے پھرنے سے کچھه فائدہ نہیں ھے تو جسے تلاش کر رھا ھے وہ تیرے دل میں ھے) - یہہ ان سادھوؤں کی طرف اشارہ ھے جو کہتے ھیں کہ گھر میں رہ کر خدا کی عبادت نہیں ھو سکتی—آگے چل کر اس کو کبیر اور واضح کرتے ھیں کہ:-

جیوں نینن میں پوتری تیوں خالق گھٹ مانھہ
(کبیر)
مورکھہ لوگ نہ جانہیں باھر ڈھونڈھن جانھہ

ज्यों नैनन में पूतरी, त्यों ख़ालिक घट माँहि;
मूरख लोग न जानहीं, बाहर ढूंढन जाँहि।

مطلب — جس طرح آنکھوں میں پتلی اسی طرح سے خدا دل کے اندر ھے (لیکن) نادان اس بھید سے ناواقف

هیں اور وہ خدا کو باہر (جنگل بیابان وغیرہ) میں تلاش کرنے جاتے ہیں۔

رام نام کڑوا لگے میٹھا لاگے دام
دبدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام (کبیر)

राम नाम कड़वा लगे, मीठा लागे दाम ;
दुबिधा में दोनों गये, माया मिली न राम ।

مطلب – رام کا نام کڑوا لگتا ہے (عبادت تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے) اور روپیہ پیسہ اچھا لگتا ہے – عبادت کروں کہ روپیہ جمع کروں اسی ادھیڑ میں دونوں گئے – نہ تو مال ہی ملا اور نہ رام – "نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے"۔

ہم لکھہ لکھہیں ہمار لکھہ ہم ہمار کے بیچ
تلسی الکھہ ہی کا لکھے رام نام بھج نیچ (از دوہا والی)

हम लखि लखहि हमार लखि, हम हमार के बीच ;
तुलसी अलखहि का लखै, राम नाम भज नीच ।

لکھہ دیکھہ – الکھہ جو دیکھا نہ گیا ہو (خدا)۔

مطلب - ہم کو 'ہم ہی کو' 'ہم' اور 'ہمار' کی درمیانی حالت کو دیکھ - اے تلسی جو کبھی دیکھا نہیں گیا اس کو کیا دیکھتا ہے - نادان ! رام نام کا سمرن کر (جس سے تو اُس کو دیکھ لے گا) -

ہم ہی میں ہم اور ہمارا ہے - ہم اور ہمارے الفاظ پر غور کرکے ہم کو اور ہماری حالت کو دیکھو تب تم کو اصلیت کا پتہ چلے گا اور اگر الکھ (جو کبھی دیکھا نہیں گیا) کی طرف دوڑتے ہو جس کے محسوس نہ ہو سکنے اور دیکھے نہ جا سکنے اور بعید از خیال ہونے کا پہلے ہی سے تصور کر لیا ہے تو اس کو نہیں پا سکتا جیسا خیال ہے ویسا ہی حال ہوگا - جو خدا کو پہلے ہی سے 'الکھ' کہتے ہیں وہ اُس کو کبھی نہیں دیکھ سکتے کیونکہ ان کی نیت' ان کا اِرادہ' ان کا عزم' ان کا تصور' سب خیال پر منحصر ہے حب خیال ہی کمزور ہوا تو کامیابی معلوم - جب بنیاد ہی کمزور ہے تو عمارت کیسے مضبوط ہو سکتی ہے - اس قسم کے آدمی ضعیف العقل اور کثیف الخیال ہوتے ہیں وہ معراج ترقی پر نہیں پہنچ سکتے - ہم کو دیکھو ہمارے عزم اور مقاصد پر غور کرو اور خدا کا نام لو جس سے تم کو اصلیت اور حقیقت سے ہم کنار ہونے کا

موقع ہاتھہ آئے - اس غلط خیال کو چھوڑ دو کہ ہم نے خدا کو نہیں دیکھا تو اُس کی عبادت کیسے کریں اگر تونے اس کو نہیں دیکھا تو تو خود اپنے کو دیکھہ خدا تجھہ میں ہے تجھکو اپنے ہی میں اس کا جلوہ نظر آ جائے گا لیکن اگر تونے پہلے ہی سے خدا کی ہستی سے انکار کر دیا تو خدا کو کبھی نہیں دیکھہ سکتا -

ہردے ماہیں آرسی مکھہ دیکھا نہیں جاے
(کبیر)
مکھہ تو تب ہی دیکھئی جب دل کی درمت جاے

हिरदे माहीं आरसी, मुख देखा नहिं जाय ;
मुख तो तबहीं दीखई, जब दिल की दुर्मति जाय ।

مطلب - دل ہی کے اندر آرسی ہے (منھہ دیکھنے کا آئینہ) لیکن منھہ نہیں دکھائی دیتا - منھہ تو اُسی وقت دکھائی دے گا جب دل کی کثافت دور ہو جائے گی (تیرا دل خود آئینہ ہے جب یہہ صاف ہوگا تو تجھے اپنی اصلی صورت اس میں نظر آجائیگی اس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ تو کیا ہے اور پھر خدا کی قدرت نظر آجائیگی -)

مکڑی اُترے تار سے پھنگہ چڑھت جو تار
(کبیر)
جاکا جاسوں من رھیو پہنچت لگے نہ بار

मकड़ी उतरे तार से, फुनगा चढ़त जो तार ;
जाका जासों मन रहो, पहुँचत लगे न बार ।

مطلب - مکڑی اپنے منھہ سے جو تار نکالتی ھے اسی تار کے سہارے چڑھکر اوپر پہنچ جاتی ھے اسی طرح جس کا دل جس سے اور جس میں لگا ھوا ھے (وہ اپنے خیال اور تصور کے سہارے) اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ھے - (دل میں خدا کا دھیان کرو تم قوت خیال سے اُس سے مل جاؤگے - اگر تم خدا کو یاد کرو گے تو ذات باری بھی تم کو کبھی نہیں بھول سکتی) -

ندی کنارے میں کھڑی اور پانی جھل مل ھوے
(نا معلوم)
میں میلی پیا اوجلے کس بدھہ ملنا ھوے

नदी किनारे मैं खड़ी, और पानी झिल मिल होय ;
मैं मैली पिया ऊजले, किस बिधि मिलना होय ।

مطلب - (ایک عورت) جمنا کے کنارے (چاندنی رات میں) کھڑی تھی (جب صاف و شفاف چاند کی کرنیں

جمنا کے نیلے پانی پر پڑتی تھیں تو) پانی جھلملانے لگتا تھا (یہہ منظر دیکھکر عورت اپنے دل میں سوچتی ھے کہ جب چاند کی چمکیلی و صاف کرنیں جمنا کے نیلے پانی میں یک رنگ نہیں ہوتیں تو) میں میلی یعنی گنہگار ہوں اور ساجن صاف شفاف ھیں پھر میں اُس (خدائے پاک) سے کس طرح مل سکتی ہوں (جس طرح نیلے رنگ سے چاندنی کا ملاپ نہیں ھوتا اسی طرح گنہگار اور کثیف دل میں خدا کا نور جلوہ نما نہیں ہو سکتا -

اب رحیم مشکل پری گاڑھے دوؤ کام
سانچے سے تو جگ نہیں جھوٹھے ملے نہ رام

अब रहीम मुसकिल परी, गाढ़े दोऊ काम ;
साँचे से तो जग नहीं, झूठे मिलैं न राम ।

مطلب - سچائی سے دنیا نہیں حاصل ہوتی ھے اور جھوٹ سے خدا نہیں ملتا - اے رحیم (ان دونوں میں ایک چیز کا انتخاب کرنا) بہت مشکل ھے -

۱ - تجو من ھری بمکھن کو سنگ
۲ - جاکے سنگ کبدھی اُپجت ھے - پرت بھجن میں بھنگ

۳ - کہا ہوت پے پان کرائے - بش نہیں تجت بھجنگ
۴ - کاگہیں کہا کپور چگائے - سوان نہوائے گنگ
۵ - کھر کو کہا ارگجا لے پن - مرکٹ بھوشن آنگ
۶ - گج کو کہا نہوائے سریتا - بہوری دھرے کھہی چھنگ
۷ - پاھن پتت بان نہیں بیدھت - ریتو کرت نشنگ
۸ - سورداس کھل کاری کمریا - چڑھت نہ دوجو رنگ

بھجن سورداس (ہندی نورتن)

तजो मन हरि बिमुखन को संग

जाके संग कुबिधि उपजति है, परति भजन में भंग ।
कहा होत पय पान कराये, विष नहिं तजत भुजंग ।
कागहि कहा कपूर चुगाए, स्वान नहवाए गंग ।
खर को कहा अरगजा लेपन, मरकट भूषन अंग ।
गज को कहा नहवाए सरिता, बहुरि धरै खहि छंग ।
पाहन पतित बान नहिं बेधत, रीतो करति निषंग ।
सूरदास खल कारो कमरिया, चढ़त न दूजो रंग ।

تج چھوڑ - بمکھن منکرخدا - پان دودھ - بھجنگ سانپ - سوان کتا - ارگجا خوشبودار اُبٹنا - مرکٹ بندر - پاھن پتھر - سریتا تالاب - کھہی خاک دھول - نشنگ ترکش -

مطلب - (۱) اے دل تو خدا سے انکار کرنےوالوں کی صحبت چھوڑ دے

(۲) کیونکہ ان کے ساتھہ رہ کر عقل خراب ہوتی ہے اور خدا کی عبادت میں خلل آتا ہے -

(۳) اگر تیرا یہہ خیال ہو کہ برے لوگ نصیحت سے راہ راست پر آجائینگے تو یہہ تیری سخت غلطی ہے - دودھہ پلانے سے سانپ اپنی زھریلی خاصیت کو نہیں چھوڑ سکتا -

(۴) کوے کو کافور کا استعمال (سفید نہیں کر سکتا) کتا گنگا میں نہاکر (پاک نہیں ہو سکتا)

(۵) گدھے پر خوشبودار اُبٹنا لگانے اور بندر کو گہنا پہنانے سے (کچھہ حاصل نہ ہوگا)

(۶) ہاتھی کو دریا میں نہلانا بے سود ہے کیونکہ وہ پھر خاک بدن پر ڈال لیتا ہے -

(۷) پتھر پر تیر مطلق اثر کر نہیں سکتا تو فضول ترکش کو خالی کر رہا ہے -

(۸) سورداس جی کہتے ہیں کہ بدطینت لوگوں کا حال کالے کمل کا سا ہے جس پر دوسرا رنگ نہیں چڑھتا -

(ایسے لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا فضول ھے) - شیخ سعدي نے بھی تربیت نا اھل کے متعلق گلستاں میں یوں فرمایا ھے کہ "خرعیسیٰ اگر بمکہ رود چوں بیاید ھنوز خرباشد سگ بدریائے ھفتگانہ بشو - چوں کہ تر شد پلیدتر باشد -

(حضرت عیسیٰ کا گدھا اگر مکہ گیا تو کیا ھوا وھاں سے جب واپس آئے گا تو گدھا ھی رھے گا - اگر کتے کو سات دریاؤں میں غوطہ دیں تو وہ پاک نہیں ھو سکتا بلکہ بھیگنے کے بعد اور بھی پلید اور ناپاک ھو جائے گا -)

با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ
نہ رود میخ آھنی درسنگ

(کورباطن کو نصیحت کیا فائدہ پہنچا سکتی ھے - لوھے کی کیل پتھر کے اندر نہیں گھس سکتی -)

گوری سوئے سیج پر مکھہ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر آپنے رین بھئی چھوں دیس

गोरी सोवे सेज पर, मुख पर डारे केस ;
चल खुसरो घर आपने, रैन भई चहुँ देस ।

خسرو (خسرو کی ھندی کویتا)

حضرت امیر خسرو کو اپنے پیر و مرشد حضرت محبوب الٰہی سے دلی عقیدت تھی یہاں تک کہ آپ محبوب الٰہی کے خود محبوب بن گئے - جب حضرت محبوب الٰہی نے سنہ ١٣٢٤ ع میں انتقال فرمایا تو حضرت امیر خسرو کو بہت صدمہ ہوا - اُسی دن سے اُن کی آنکھوں میں دنیا تاریک ہو گئی اور پورے چھہ مہینے کے بعد عالم ارواح میں اپنے عاشق حقیقی سے جا ملے - جس وقت آپ کا وصال ہوا اس وقت آپ نے یہہ دوہا فرمایا -

مطلب - میرا محبوب خواب استراحت میں ہے اس نے اپنے منھہ پر بالوں کو بکھیر دیا ہے - چلو خسرو اپنے گھر چلیں - رات ہو گئی ہے چاروں طرف اندھیرا چھا گیا ہے (حضرت محبوب الٰہی نے جب سے اپنی پیاری صورت کو پردۂ فنا میں چھپا لیا ہے ساری دنیا میں اندھیرا چھا گیا ہے جب محبوب کا دیدار میسر نہیں تو اے خسرو چلو اپنے اصلی گھر چلیں کارزار ہستی کا کام ختم ہو گیا ہے)- اسی سے ملتا جلتا ملک محمد جائسی کا یہہ دوہا ہے -

پریم پریم تیں ہوئے پریم تیں پر ہے جیئے
پریم بندھو سنسار پریم پرمارتھہ ہیئے
(سور)

प्रेम प्रेम तें होय प्रेम, तें पर है जीये,
प्रेम बंधो संसार, प्रेम परमारथ लहिये।

مطلب - عشق عشق سے ہوتا ہے اور عشق ہی سے انسان (بحرفنا) سے پار ہوتا ہے - عشق سے یہہ دنیا بندھی ہوئی ہے عشق ہی سے ابدی مرتبہ حاصل ہوتا ہے -

گہری ندیا اگم جل زور بہت ہے دھار
کھیوٹ سے پہلے ملو جو اُترا چاہو پار
(کبیر)

गहरी नदिया अगम जल जोर बहुत है धार;
खेवट से पहले मिलो जो उतरा चाहो पार।

مطلب - ندی بہت گہری ہے اس کی دھار میں بہت زور ہے اگر تم پار اُترنا چاہتے ہو تو پہلے ملاح سے ملو (دریائے حیات زوروں پر ہے اس سے گذرنا دشوار ہے اگر تم اس کو عبور کرنا چاہتے ہو تو کسی گرو یعنی مرشد کامل کو ملاح بناؤ وہ تمھارا بیڑا پار کردے گا) -

دیپ سکھا سم جیوت تن من جن ہوس پتنگ
بھجے رام تج کام مد کرے سدا ست سنگ
(تلسی دوھاولی)

दीप सिखा सम ज्योति तन, मन जिन होवसि पतंग;
भजै राम तज काम मद, करै सदा सत संग।

مطلب - خوش جمالوں کا نازک بدن شمع کے مانند نظر قریب هے (اس لئے) اے دل تو اس پر پروانه کی طرح جل کر بھسم نه هو جا (بلکه) غصه، لالچ اور خواهشات نفسانی کو ترک کر بزرگوں کی صحبت میں رہ اور خدا کی عبادت کر -

مانگے مکر نه کو گیو کیهه نه چھاڑیو ساتهه
(رحیم)
مانگت آگے سکهه لهیو تے رحیم رگهوناتهه

माँगे मुकुरि न को गयो, केहि न छाड़ियो साथ;
माँगत आगे सुख लह्यो, ते रहीम रघुनाथ।

مطلب - مانگنے پر کون شخص نهیں انکار کرتا - (وقت پر) کون ساتهه نهیں چھوڑ دیتا (یعنی دنیا میں کوئی شخص کسی کے کام نهیں آتا) لیکن وہ خدا هی کی ذات هے جو طلب کرنے سے خوش هوتی هے - سبحان الله -

پوی پاهن دامن گوج جهر جهکور کهری کهیجهه
(تلسی دوهاولی)
روش نه پریتم روش لکهه تلسی راگهي ریجهه

पवि पाहन दामिनि गरज, झरि झकोर खरि खीझि;
रोष न प्रीतम दोष लखि, तुलसी रागहि रीझि।

مطلب - جس طرح چاتک (پپیہا) پتھروں کی چوٹ بجلی کی کڑک بادل کی گرج اور ہوا کے جھونکوں کی مصیبت سہتے ہوئے بھی رات دن ''پی کہاں'' ''پی کہاں'' کی رٹ لگائے رہتا ہے اسی طرح سے خدا کے برگزیدہ بندے بھی دنیاوی مشکلات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خدا کی یاد میں سرشار رہتے ہیں -

نس باسر بستو بچارھی کے مکھہ سانچ ھئے کرونا دھن ہے
اگھہ نگرہ سنگرہ دھرم کتھان پری گرہ سادھن کو گن ہے
کہی 'کیسو' بھیتر جوگ جگے اتی باھر بھوگن سوں تنو ہے
من ھاتھہ سدا جن کے تن کو بن ھی گھر ہے گھر ھی بن ہے

निसि बासर बस्तु बिचारहिकै मुख साँच हिए करुना-धुन है,
अघ-निग्रह संग्रह धर्म-कथानि प रिग्रह साधुनि को गुन है।
कहि 'केसव' भीतर जोग जगे अति बाहर भोगनि सों तनु है,
मन हाथ सदा जिनके तिनको बनु ही घरु है, घरु ही बनु है।

مطلب - وہ لوگ جو رات دن سوچ سمجھکر ہمیشہ

منھہ سے سچ بولتے ھیں ، گناھوں سے بچ کر دھرم کے اچھے کام کرتے ھیں اور بزرگان دین کی خدمت کرتے ھیں کیشوداس کہتے ھیں کہ (ایسے لوگ) جن کے دل میں شمع (معرفت) جلتی ھے اور بظاھر ان کا جسم دنیا میں لگا ھوا ھے - (مگر) جن کا دل ھمیشہ ان کے قابو میں ھے اُن کے لئے جنگل ھی گھر ھے اور گھر ھی جنگل ھے (ان کے لئے آبادی اور ویرانہ سب برابر ھے ان کی نظروں میں خدا کا جلوہ ھر جگہ موجود ھے) -

جات نہ پوچھو سادھو کی پوچھ لیجئے گیان
مول کرو تلوار کا پڑن رھن دو میان
دادو دیال (کوتیا کومدی)

जाति न पूछो साधु की, पूछ लीजिये ज्ञान
मोल करो तलवार का, पड़न रहन दो म्यान

مطلب - سادھو کی ذات دریافت نہ کرو (بلکہ) یہ دیکھو کہ اس میں عقل کتنی ھے - میاں کی پرواہ نہ کرو بلکہ تلوار کی قیمت پہلے پوچھو - (جو سچے سادھو ھیں ان کی ذات پر نہ جاؤ بلکہ حقیقت پر نظر کرو) -

---

تمام شد